جنوری۔ مارچ ۲۰۱۶ء
شمارہ نمبر 1

اسماعیل

واقفین نو کا تعلیمی و تربیتی رسالہ

سہ ماہی

سرسبز و شاداب ربوہ کا ایک منظر
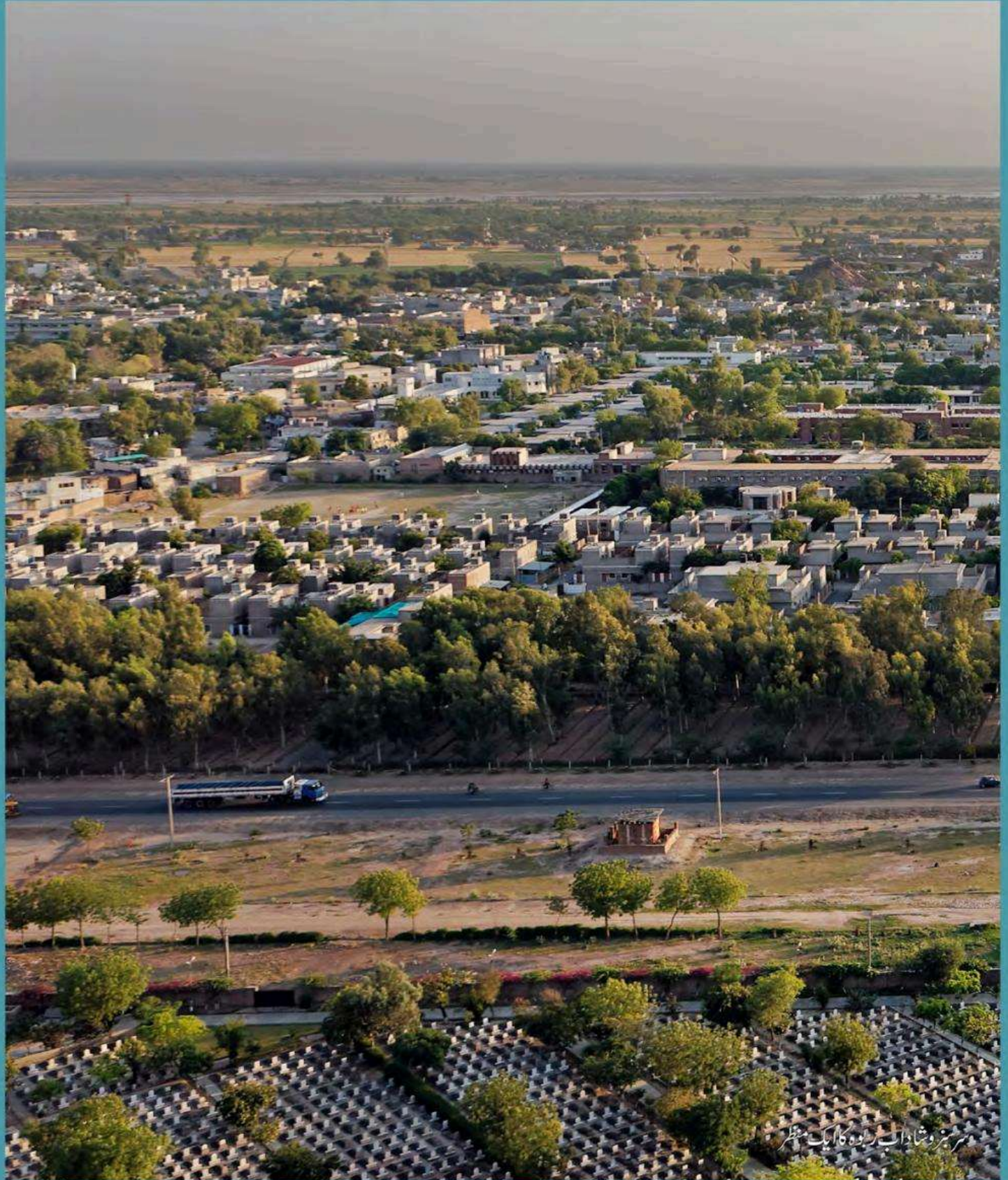
شرائط بیعت

اوّل بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو شرک سے مجتنب رہے گا۔

دوم یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہے گا اور نفسانی جوشوں کے وقت ان کا مغلوب نہیں ہوگا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔

سوم یہ کہ بلاناغہ پنج وقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہے گا۔ اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کرے گا۔ اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اس کی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنائے گا۔

چہارم یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا۔ نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔

پنجم یہ کہ ہر حال رنج اور راحت اور عسر اور یسر اور نعمت اور بلا میں خدا تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کرے گا اور بہر حالت راضی بقضا ہوگا اور ہر ایک ذلت اور دُکھ کے قبول کرنے کیلئے اُسکی راہ میں تیار رہے گا اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہیں پھیرے گا بلکہ آگے قدم بڑھائے گا۔

ششم یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آجائے گا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلّی اپنے سر پر قبول کرے گا اور قَالَ اللّٰہ اور قَالَ الرَّسُوْل کو اپنے ہریک راہ میں دستور العمل قرار دے گا۔

ہفتم یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دے گا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کرے گا۔

ہشتم یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردئ اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر یک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا۔

نہم یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔

دہم یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تا وقت مرگ قائم رہے گا اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔

(اشتہار تکمیل تبلیغ 12 جنوری 1889ء)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست مندرجات

شمارہ: جنوری-مارچ 2016ء

مدیر اعلیٰ / مینیجر
لقمان احمد کشور
شعبہ وقف نو مرکزیہ لندن

مدیر (اردو)
فرخ راحیل

مجلس ادارت
صہیب احمد، عطاء الحئی ناصر، راشد مبشر طلحہ

سرورق ڈیزائن
عثمان ملک

پرنٹنگ
رقیم پریس فارنہم یو کے

آن لائن (Online)
www.alislam.org/ismail

رابطہ کے لئے
editorurdu@ismaelmagazine.com
Waqf-e-Nau Central Department
22 Deer Park Road
London SW19 3TL
UK
Tel: +44 (0)20 8544 7633
Fax: +44 (0)20 8544 7643

قال اللّٰہ تعالیٰ

هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۗ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۙ وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ۗ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۔

(الجمعة:3-4)

ترجمہ: وہی ہے جس نے اُمّی لوگوں میں انہی میں سے ایک عظیم رسول مبعوث کیا۔ وہ اُن پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب کی اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے جبکہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی کھلی گمراہی میں تھے۔ اور انہی میں سے دوسروں کی طرف بھی (اسے مبعوث کیا ہے) جو ابھی اُن سے نہیں ملے۔ وہ کامل غلبہ والا (اور) صاحبِ حکمت ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”وَ اٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْابِھِمْ اس آیت کے معنے یہ ہیں کہ کمال ضلالت کے بعد ہدایت اور حکمت پانے والے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات اور برکات کو مشاہدہ کرنے والے صرف دو ہی گروہ ہیں اوّل صحابۂ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے پہلے سخت تاریکی میں مبتلا تھے اور پھر بعد اس کے خدا تعالیٰ کے فضل سے انہوں نے زمانہ نبوی پایا اور معجزات اپنی آنکھوں سے دیکھے اور پیشگوئیوں کا مشاہدہ کیا اور یقین نے اُن میں ایک ایسی تبدیلی پیدا کی کہ گویا صرف ایک رُوح رہ گئے۔ دوسرا گروہ جو بموجب آیت موصوفہ بالا صحابہ کی مانند ہیں مسیح موعود کا گروہ ہے۔ کیونکہ یہ گروہ بھی صحابہ کی مانند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کو دیکھنے والا ہے اور تاریکی اور ضلالت کے بعد ہدایت پانے والا۔ اور آیت اٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ میں جو اس گروہ کو مِنْھُمْ کی دولت سے یعنی صحابہ سے مشابہ ہونے کی نعمت سے حصّہ دیا گیا ہے۔ یہ اسی بات کی طرف اشارہ ہے یعنی جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات دیکھے اور پیشگوئیاں مشاہدہ کیں ایسا ہی وہ بھی مشاہدہ کریں گے اور درمیانی زمانہ کو اس نعمت سے کامل طور پر حصّہ نہیں ہوگا۔ چنانچہ آج کل ایسا ہی ہوا کہ تیرہ سو برس بعد پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کا دروازہ کھل گیا اور لوگوں نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا کہ خسوف کسوف رمضان میں موافق حدیث دارقطنی اور فتاویٰ ابن حجر کے ظہور میں آ گیا یعنی چاند گرہن اور سورج گرہن رمضان میں ہوا۔ اور جیسا کہ مضمون حدیث تھا۔ اُسی طرح پر چاند گرہن اپنے گرہن کی راتوں میں سے پہلی رات میں اور سورج گرہن اپنے گرہن کے دنوں میں سے بیچ کے دن میں وقوع میں آیا۔ ایسے وقت میں کہ جب مہدی ہونے کا مدعی موجود تھا اور یہ صورت جب سے کہ زمین اور آسمان پیدا ہوا کبھی وقوع میں نہیں آئی کیونکہ اب تک کوئی شخص نظیر اس کی صفحۂ تاریخ میں ثابت نہیں کر سکا۔ سو یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک معجزہ تھا جو لوگوں نے آنکھوں سے دیکھ لیا۔...... اسی وجہ سے اللہ جلّ شانہٗ نے اس آخری گروہ کو مِنْھُمْ کے لفظ سے پکارا تا یہ اشارہ کرے کہ معائنہ معجزات میں وہ بھی صحابہ کے رنگ میں ہی ہیں۔“ (ایام الصلح، روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 305-306)

قال الرّسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَأُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُوْرَةُ الْجُمُعَةِ: (وَ اٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ)۔ قَالَ: قُلْتُ: مَنْ هُمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ فَلَمْ يُرَاجِعْهُ حَتّٰى سَأَلَ ثَلَاثًا، وَفِيْنَا سَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ، وَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدَهُ عَلٰى سَلْمَانَ، ثُمَّ قَالَ: "لَوْ كَانَ الْاِيْمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا، لَنَالَهُ رِجَالٌ، اَوْ رَجُلٌ، مِنْ هٰؤُلَاءِ"۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آنحضرتؐ پر سورۃ جمعہ نازل ہوئی۔ جس میں یہ آیت بھی تھی وَ اٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ یا رسول اللہ یہ کون لوگ ہیں جن کا اس آیت میں ذکر ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سوال کا کوئی جواب نہ دیا۔ حتیٰ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تین دفعہ پوچھا گیا۔ اسی مجلس میں سلمان فارسیؓ بھی بیٹھے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ حضرت سلمان فارسیؓ پر رکھ کر فرمایا کہ اگر ایمان ثریا کے پاس بھی ہوگا تو ان (اہل فارس) میں سے ایک شخص یا ایک سے زیادہ اشخاص اس کو پالیں گے۔

(صحیح بخاری، باب تفسیر القرآن زیر آیت وَ اٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے وَ اٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ کے مصداق حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس زمانے کے امام اور مہدی کے طور پر مبعوث فرمایا کہ تا اس کی توحید کا دنیا میں بول بالا ہو اور ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی اور قرآن کریم کی صداقت دنیا پر روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جائے۔ (پیغام بر موقع اشاعت روحانی خزائن کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن)

کلام الامام ـ امام الکلام

خدا نے مجھے دنیا میں اس لئے بھیجا کہ تا مَیں حلم اور خلق اور نرمی سے گم گشتہ لوگوں کو خدا اور اس کی پاک ہدایتوں کی طرف کھینچوں اور وہ نور جو مجھے دیا گیا ہے اس کی روشنی سے لوگوں کو راہِ راست پر چلاؤں۔ یاد رہے کہ جو شخص اُترنے والا تھا وہ عین وقت پر اُتر آیا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''**خدا نے مجھے دنیا میں اس لئے بھیجا کہ تا مَیں حلم اور خلق اور نرمی سے گم گشتہ لوگوں کو خدا اور اس کی پاک ہدایتوں کی طرف کھینچوں اور وہ نور جو مجھے دیا گیا ہے اس کی روشنی سے لوگوں کو راہ راست پر چلاؤں۔ انسان کو اس بات کی ضرورت ہے کہ ایسے دلائل اُس کو ملیں جن کے رُو سے اُس کو یقین آجائے کہ خدا ہے۔** کیونکہ ایک بڑا حصّہ دنیا کا اسی راہ سے ہلاک ہو رہا ہے کہ ان کو خدا تعالیٰ کے وجود اور اس کی الہامی ہدایتوں پر ایمان نہیں ہے۔ اور خدا کی ہستی کے ماننے کے لئے اس سے زیادہ صاف اور قریب الفہم اور کوئی راہ نہیں کہ وہ غیب کی باتیں اور پوشیدہ واقعات اور آئندہ زمانہ کی خبریں اپنے خاص لوگوں کو بتلاتا ہے اور وہ نہاں در نہاں اَسرار جن کا دریافت کرنا انسانی طاقتوں سے بالاتر ہے اپنے مقربوں پر ظاہر کر دیتا ہے۔ کیونکہ انسان کے لئے کوئی راہ نہیں جس کے ذریعہ سے آئندہ زمانہ کی ایسی پوشیدہ اور انسانی طاقتوں سے بالاتر خبریں اس کو مل سکیں۔ اور بلاشبہ یہ بات سچ ہے کہ غیب کے واقعات اور غریب کی خبریں بالخصوص جن کے ساتھ قدرت اور حکم ہے ایسے امور ہیں جن کے حاصل کرنے پر کسی طور سے انسانی طاقت خود بخود قادر نہیں ہو سکتی۔ **سو خدا نے میرے پر یہ احسان کیا ہے جو اس نے تمام دنیا میں سے مجھے اِس بات کے لئے منتخب کیا ہے کہ تا وہ اپنے نشانوں سے گمراہ لوگوں کو راہ پر لاوے۔** لیکن چونکہ خدا تعالیٰ نے آسمان سے دیکھا ہے کہ عیسائی مذہب کے حامی اور پَیرو یعنی پادری سچائی سے بہت دُور جا پڑے ہیں اور وہ ایک ایسی قوم ہے کہ نہ صرف آپ صراطِ مستقیم کو کھو بیٹھے ہیں بلکہ ہزار ہا کوس تک خشکی تری کا سفر کر کے یہ چاہتے ہیں کہ اوروں کو بھی اپنے جیسا کر لیں۔ وہ نہیں جانتے کہ حقیقی خدا کون ہے بلکہ اُن کا خدا انہی کی ایک ایجاد ہے۔ اس لئے خدا کے اُس رحم نے جو انسانوں کے لئے وہ رکھتا ہے تقاضا کیا کہ اپنے بندوں کو اُن کے دامِ تزویر سے چھڑائے۔ اس لئے اُس نے اپنے اس مسیح کو بھیجا تا وہ دلائل کے حربہ سے اُس صلیب کو توڑے جس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بدن کو توڑا تھا اور زخمی کیا تھا۔'' (تریاق القلوب۔ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 143-144)

''خدائے تعالیٰ نے اس زمانہ کو تاریک پا کر اور دنیا کو غفلت اور کفر اور شرک میں غرق دیکھ کر اور ایمان اور صدق اور تقویٰ اور راستبازی کو زائل ہوتے ہوئے مشاہدہ کر کے مجھے بھیجا ہے تا کہ وہ دوبارہ دنیا میں علمی اور عملی اور اخلاقی اور ایمانی سچائی کو قائم کرے اور تا اسلام کو ان لوگوں کے حملہ سے بچائے جو فلسفیت اور نیچریت اور اباحت اور شرک اور دہریت کے لباس میں اس الٰہی باغ کو کچھ نقصان پہنچانا چاہتے ہیں۔''

(آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 251)

''**یاد رہے کہ جو شخص اُترنے والا تھا وہ عین وقت پر اُتر آیا اور آج تمام نوشتے پورے ہو گئے۔** تمام نبیوں کی کتابیں اِسی زمانے کا حوالہ دیتی ہیں...... اب ان تمام نشانوں کے بعد جو شخص مجھے ردّ کرتا ہے وہ مجھے نہیں بلکہ تمام نبیوں کو ردّ کرتا ہے اور خدا تعالیٰ سے جنگ کر رہا ہے اگر وہ پیدا نہ ہوتا تو اس کے لئے بہتر تھا۔'' (تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 24-25)

اداریہ

مقصد اشاعتِ اسلام ہے

اللہ تعالیٰ کا فضل واحسان ہے کہ اُس نے ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری بعثت کے زمانہ میں پیدا کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ تکمیلِ ہدایت کا زمانہ تھا۔ یعنی آپ کے زمانہ میں شریعت مکمل ہوگئی تھی۔ لیکن اُس زمانہ میں اسلام کی تعلیمات کئی علاقوں اور کئی قوموں تک نہیں پہنچی تھیں۔ اس لئے **آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دوبارہ آنا ضروری تھا تا کہ اسلام کی تعلیمات دنیا کے ہر علاقے اور ہر قوم تک پہنچ جائیں یعنی تکمیل اشاعت ہدایت ہو جائے۔** صفحہ 3 پر جو حدیث درج کی گئی ہے اُس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ **کسی فارسی الاصل شخص نے اسلام کو دوبارہ زندہ کرنے کے لئے آنا تھا۔ اُس شخص کے دَور میں اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق اسلام نے دنیا کے کناروں تک پھیلنا تھا۔** ہمارا ایمان ہے کہ وہ **شخص حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدیٔ معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔** اِس شمارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا جماعت احمدیہ یوکے کے نیشنل واقفین نَو اجتماع سے اختتامی خطاب شامل کیا گیا ہے۔ **اس میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اِس زمانہ میں اشاعت کے ذرائع اور وسائل پیدا ہونے کے بارہ میں فرمایا ہے کہ:** ''اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دَور میں ایسے ذرائع اور وسائل مہیا ہو گئے ہیں جیسا کہ میڈیا، ٹیلی ویژن، پریس وغیرہ جن سے اسلام کے پیغام کی دنیا کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک تشہیر ممکن ہوگئی ہے۔'' **اب ایک بہت بڑی تعداد واقفین کی درکار ہے جو اِن ذرائع کو صحیح استعمال کر کے اسلام کی اشاعت کریں۔** حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسلام کی اشاعت کے لئے ایک بنیاد رکھ گئے ہیں اور آپؑ کے خلفاء اِس کام کو جاری فرما رہے ہیں۔ آپؑ کے چوتھے خلیفہ **حضرت مرزا طاہر احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے 3/اپریل 1987ء کے خطبہ جمعہ میں تحریک وقفِ نَو کا اعلان فرمایا تھا۔ اِس تحریک کا مقصد بھی یہ تھا کہ 'آئندہ صدی میں اسلام کو ہر جگہ پھیلانے کے لئے لاکھوں تربیت یافتہ واقفین درکار ہوں گے جو اسلام کی حقیقی تعلیمات کو دنیا کے کناروں تک پہنچائیں'۔** خواہ وہ ایک واقفِ نَو مبلغ کے ذریعہ سے ہو، ایک واقفِ نَو ڈاکٹر سے ہو یا کسی اَور خدمت کے ذریعہ سے ہو، مقصد اسلام کی اشاعت ہے۔ اِس وقت اور آئندہ بھی اسلام کی اشاعت کس طرح کرنی ہے؟ یہ بات حضرت خلیفۃ المسیح سے بہتر کوئی نہیں جانتا۔ اس لئے ہمیں چاہئے کہ ہم **حضرت خلیفۃ المسیح کے ارشادات پر لبیک کہتے ہوئے بطور واقفین اپنا کردار ادا کریں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے واقفین نَو کی رہنمائی کے لئے 2012ء سے رسالہ اسماعیل جاری فرمایا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح کے ارشادات اور ہدایات واقفین نَو کی رہنمائی کے لئے اِس رسالہ کی زینت کئے گئے ہیں جو تعلیم و تربیت کے لئے حقیقی مشعلِ راہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو بالعموم اور واقفینِ نَو کو بالخصوص حضور انور کی ہدایات وارشادات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔**

جماعت احمدیہ یوکے کے نیشنل واقفینِ نَو اجتماع کے موقع پر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے زرّیں نصائح پر مشتمل اختتامی خطاب کا اردو مفہوم

فرمودہ یکم مارچ 2015ء بروز اتوار بمقام طاہر ہال، بیت الفتوح، مورڈن

(ترجمہ: فاروق محمود۔ فرخ راحیل)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ آج ایک مرتبہ پھر آپ کو وقف نو اجتماع میں شامل ہونے کی توفیق مل رہی ہے۔ ان اجتماعات کے انعقاد کا مقصد آپ میں یہ احساس پیدا کرنا ہے کہ آپ واقف نو ہیں۔ اور آپ کو یہ موقع دینا مقصود ہے کہ آپ دوسرے احمدی نوجوانوں کی نسبت زیادہ جماعتی علم حاصل کریں اور پھر اُن تعلیمات پر دوسروں سے زیادہ عمل کریں۔ اس لئے آپ اجتماع میں شمولیت کو ایک معمولی بات نہ سمجھیں بلکہ آپ کو بخوبی سمجھنا چاہئے کہ اس کی انتہائی اہمیت ہے۔

آپ کی پیدائش سے پہلے آپ کے والدین نے آپ کی طرف سے ایک عہد کیا تھا کہ آپ جماعت کی خدمت کے لئے وقف ہیں۔ آپ میں سے ایک بڑی تعداد نے اَب اس عمر کو پہنچ کر اپنے اس عہد کی تجدید اور اس کا اعادہ کرلیا ہے۔ اس لئے مجھے آپ سے یہ امید اور توقع ہے کہ آپ سب جو آج یہاں میرے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں اس عہد کو عمر بھر اپنے آخری دم تک نبھاتے چلے جانے کی کوشش کریں گے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آج مَیں آپ سے کچھ اہم باتیں کروں گا۔ سب سے پہلی انتہائی اہم بات یہ ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہم سے کیا توقع کی ہے؟ ہر احمدی اور خاص طور پر ہر واقف نو بیعت کرتے وقت اس بات کا عہد کرتا ہے کہ وہ دین کو تمام دنیوی معاملات پر مقدّم رکھے گا۔ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ ایک شخص اللہ تعالیٰ کے تمام احکامات اور تعلیمات کو ہمیشہ دنیا کی ہر چیز پر فوقیت دے۔ اس لئے **ایک واقف نو کا پہلا مقصد یہ ہے کہ وہ اپنی تمام استعدادیں، قابلیتیں، ہرحرفت اور ہنر اپنے دین کی خدمت کے لئے استعمال میں لائے۔** ایک شخص اپنے دینی فرائض کی سرانجام دہی کے بعد اللہ تعالیٰ کی اجازت کے موافق دنیاوی کاموں کو وقت اور توجہ دے سکتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: عین ممکن ہے کہ آپ میں سے کئی واقفین نو سے باقاعدہ طور پر جماعتی خدمات نہ لی جائیں۔ یا یوں کہنا چاہئے کہ فی الحال جماعت کو آپ کی باقاعدہ خدمات کی ضرورت نہیں ہے۔ **واقفین نو میں سے ایک بہت معمولی تعداد ایسی ہے جن کا جماعت باقاعدہ خدمت کے لئے انتخاب کرتی ہے۔ لیکن آپ میں سے وہ جنہیں دنیاوی نوکریاں کرنے کی اجازت دی گئی ہے اُن کو ہمیشہ یہ بات اپنے مدّنظر رکھنی چاہئے کہ جب کبھی بھی آپ کو دین کی خدمت کے لئے بلایا جائے گا چاہے وہ رضاکارانہ طور پر ہو یا باقاعدہ کارکن کے طور پر ہو آپ کو فوراً بغیر کسی عذر کے اپنے آپ کو خدمت کے لئے پیش کر دینا چاہئے۔**

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

ایک اور بہت بڑی ذمہ داری آپ پر یہ عائد ہوتی ہے کہ آپ اپنی نمازوں کی حفاظت کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی تخلیق کا مقصد اپنی عبادت قرار دیا ہے۔

اس لئے قدرتی طور پر آپ میں سے وہ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے لئے اپنی تمام زندگی وقف کرنے کا عہد کیا ہے انہیں لازماً اپنی نمازوں کی حفاظت کا انتہائی اعلیٰ معیار اور نمونہ قائم کرنا ہے۔ اسلام کی تعلیمات کے مطابق مَردوں کے لئے اپنی نماز کی حفاظت سے مراد یہ ہے کہ پانچوں نمازیں مقررہ اوقات میں ادا کی جائیں اور نمازیں باجماعت ادا کرنے کی ہر ممکن کوشش کی جائے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے مومنین کو ارشاد فرمایا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: **قرآن کریم کی روزانہ تلاوت کرنا بھی ایک حقیقی مسلمان کے لئے بہت ضروری ہے۔** لیکن مَیں نے

اس بات کا مشاہدہ کیا ہے کہ بعض واقفین نو بھی باقاعدگی سے قرآن کریم کی تلاوت کی طرف توجہ نہیں دیتے۔ اس لئے

آپ کو روزانہ باقاعدگی سے قرآن کریم کی تلاوت کی طرف خاص توجہ دینی چاہئے۔ آپ کو صرف قرآن کریم کی عربی عبارت ہی نہیں پڑھنی چاہئے بلکہ قرآن کریم کا ترجمہ پڑھنا اور اس کا مطالعہ کرنا چاہئے تا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے احکامات سے آگاہی حاصل کریں اور پھر اپنی زندگیاں انہیں احکامات کی روشنی میں ڈھال کر بسر کر سکیں۔ جب آپ اپنی زندگیاں اللہ تعالیٰ کے احکامات کی روشنی میں ڈھالتے ہیں تو کوئی ظاہری برایاں جو آپ میں موجود ہیں دُور ہو جاتی ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہاں مغرب میں رہتے ہوئے آپ بعض اوقات بُری اور غیر اخلاقی عادتوں کی طرف مائل ہو جاتے ہیں اور اس معاشرے کی برائیوں کی طرف کھچے جاتے ہیں۔ اس لئے

آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ اصولوں اور احکامات کی روشنی میں ہمیشہ مسلسل استغفار کرنے کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ آپ نے ہمیشہ اپنے ذہن اور اپنے خیالات کو پاکیزہ رکھنا ہے۔ آپ معاشرے کے دباؤ میں آ کر اس سے متأثر ہونے والے نہ ہوں بلکہ آپ اُس معاشرے کو جس میں آپ رہتے ہیں متأثر کرنے والے ہوں۔ بغیر کسی احساس کمتری کا شکار ہونے کے آپ دوسروں تک اسلام کی خوبصورت تعلیمات پہنچائیں۔ اگر آپ ایسا کریں گے تو آپ واقف نو کی حیثیت سے ایک عظیم خدمت سرانجام دے رہے ہوں گے۔

اب کئی ہزار واقفین نو ہیں اس لئے اگر ہر واقف نو اپنے دائرے میں اور اپنے ماحول میں اپنی اس ذمہ داری کو ادا کرے کہ وہ اسلام کی حقیقی تعلیمات کو لوگوں تک پہنچائے تو اس طرح اسلام کی حقیقی تعلیمات جماعت احمدیہ کے ذریعہ معاشرے کے ایک اچھے خاصے بڑے طبقے تک پہنچ سکتی ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اس زمانہ میں اسلام کو بدنام کیا جارہا ہے اور یہ بعض لوگوں کے تشدّد پسندانہ رویے کو اختیار کرنے کے بعد شدّت پسند گروہوں اور تنظیموں میں شامل ہونے سے ہو رہا ہے۔ یہ تنظیمیں شدّت پسندی کی تعلیم دیتی ہیں اور شدّت پسندی کے کاموں میں بھی ملوث ہیں۔ سینکڑوں ایسے نوجوان ہیں جو برطانیہ کو چھوڑ کر عراق اور شام چلے گئے ہیں اور نام نہاد اسلامی تنظیم ISIS میں یا IS میں شامل ہو گئے ہیں۔ یہ نوجوان جنہیں دھوکے سے اس جال میں پھنسایا گیا ہے وہ اس دغا میں آ کر بڑے پُر جوش ہو کر یقین رکھتے ہیں کہ وہ اسلام کی خدمت کرنے جارہے ہیں۔ لیکن حقیقت تو یہ ہے کہ ان کے اس عمل کا اسلام سے دُور کا بھی کوئی واسطہ نہیں ہے۔ ہم شاید نوجوانوں کو اس بات کے اصل ملزم نہیں ٹھہرا سکتے اگر اس بات کو مدّنظر رکھا جائے کہ انہیں اسلام کی غلط تصویر پیش کی گئی ہے اور اسلام کی صریحًا غلط تعلیم دی گئی ہے۔ اس کے نتیجہ میں نوجوان اِن غلط عقائد کے جال میں پھنس جاتے ہیں اور پھر بدقسمتی سے ان پر عمل کرتے ہیں۔ لیکن جماعت احمدیہ مسلمہ

کے نوجوان اور خاص طور پر واقفین نو نوجوانوں سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ بچپن سے ہی اسلام کی حقیقی تعلیمات کو سیکھیں اور ان کو اسلام کی حقیقی تعلیمات سکھائی جاتی ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اسلام کی حقیقی تعلیمات کو صرف قرآن کریم سے ہی لیا جا سکتا ہے اور قرآن کریم ہی اُن کو دریافت کرنے کا منبع ہے۔ اس لئے ہم پر اللہ تعالیٰ کا انتہائی فضل و احسان ہے کہ ہمیں اس دَور میں امام الزمان حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کو قبول کرنے کی سعادت ملی۔ آپؑ نے اسلام اور قرآن کریم کی حقیقی تعلیمات ہم پر آشکار کیں۔ دوسری طرف اِن ممالک میں ایسے نوجوان ہیں جو اسلام کے غلطی خوردہ عقائد پر اعتقاد رکھنے کی وجہ سے ظالمانہ اور بہیمانہ عمل سرانجام دے رہے ہیں۔ احمدی نوجوان اور خاص طور پر واقفین نو کو اس بات کی طرف خاص توجہ دینی چاہئے کہ وہ دینی علم حاصل کریں۔ آپ جہاں کہیں بھی ہوں، خواہ آپ سکول میں ہوں، کالج میں ہوں، یونیورسٹی میں ہوں یا کسی کمپنی میں ملازمت کر رہے ہوں آپ کو چاہئے کہ دنیا کو اس علم سے یعنی اسلام کی حقیقی تعلیمات کی تشہیر کے ذریعہ سے منور کریں۔ واقفین نو کو چاہئے کہ اپنے ایمان کو پختہ کریں اور یہ اس وقت ہی ممکن ہوگا جب آپ دین کی حقیقی تعلیمات پڑھیں گے۔

قرآن کریم کے مطالعہ کے ساتھ ساتھ آپ کو چاہئے کہ آپ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کا بھی مطالعہ کریں۔ اگر آپ کو اردو پڑھنی نہیں آتی تو آپ کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ان کتب کا مطالعہ کرنے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہئے جن کا انگریزی میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ آپ کو دین کا حقیقی فہم اور ادراک یا حقیقی علم انہیں کتب کے ذریعہ نصیب ہوگا۔

آپ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ بات ہمیشہ یاد رکھیں کہ:

"جو شخص ہماری جماعت میں ہو کر برا نمونہ دکھاتا ہے اور عملی یا اعتقادی کمزوری دکھاتا ہے تو وہ ظالم ہے"۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 455۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

گو کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ توقع عمومی طور پر ہر فرد جماعت سے ہے لیکن ایک واقف نو نے تو اپنی تمام زندگی دین کی خدمت کے لئے وقف کرنے کا عہد کیا ہے۔ اس لئے ایک واقف نو کو تو خاص طور پر اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ کہیں اُس میں کسی قسم کی عملی یا اعتقادی کمزوری نظر نہ آئے جس کے نتیجہ میں دوسرے احمدی یا غیر احمدی بھی بے ثبات ہو جائیں، ٹھوکر کھا جائیں یا گمراہ ہو جائیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آپ میں انتہائی مضبوط اور غیر متزلزل اعتقاد ہونا چاہئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں یعنی تمام نبیوں کی مہر ہیں۔ آپ کو اس بات پر مکمل یقین ہونا چاہئے کہ قرآن کریم ہی آخری شرعی کتاب ہے۔ آپ کا اس بات پر کامل اعتقاد اور کامل ایمان ہونا چاہئے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق مبعوث کیا ہے۔ آپ کا اس بات پر بھی کامل ایمان اور یقین ہونا چاہئے کہ آپؑ ہی وہ مسیح و مہدی ہیں جن کے اس دور میں ظہور کی پیشگوئی کی گئی تھی۔ اور آپؑ کا منصب اور آپ کا مقام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق بطور نبی کا ہے۔ لیکن آپ اُمّتی نبی اور غیر شرعی نبی ہیں۔ یعنی آپؑ کوئی نئی شریعت نہیں لائے تھے بلکہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت اور پیغام کو تمام دنیا میں پھیلانے کے لئے آئے تھے۔

آپ کا اس بات پر بھی کامل ایمان ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے اِس دَور میں یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دَور میں تکمیل اشاعت اسلام کے ذرائع اور وسائل پیدا کئے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دین مکمل ہو چکا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین تھے یعنی آپ

صلی اللہ علیہ وسلم تمام نبیوں کی مہر تھے۔ لیکن اسلام کے پیغام کو تمام دنیا میں پھیلانے کے وسائل اور ذرائع ابھی ظہور میں نہیں آئے تھے۔ مثلاً میڈیا یا اور دوسرے ذرائع جن سے پیغام کو پھیلایا جاسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دَور میں ایسے ذرائع اور وسائل مہیا ہوگئے ہیں جیسا کہ میڈیا، ٹیلی ویژن، پریس وغیرہ جن سے اسلام کے پیغام کی دنیا کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک تشہیر ممکن ہوگئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل کے ساتھ آج جماعت احمدیہ کو بھی یہ ذرائع عطا فرمائے ہیں تا کہ اسلام کی حقیقی تعلیمات کو دنیا میں پھیلایا جاسکے۔ اس لئے

ہر فرد جماعت کا یہ فرض ہے، چاہے وہ دنیا کے کسی خطہ کا باشندہ ہو کہ وہ ان جدید وسائل کا بھرپور اور صحیح طریق پر استعمال کرے۔ افراد جماعت کو چاہئے کہ وہ پوری کوشش کریں کہ اسلام کا پیغام ہر سمت میں اور دنیا کے ہر خطہ میں پہنچ جائے۔

اور اس طرح وہ اللہ تعالیٰ کے ان فضلوں کے بھی وارث ٹھہریں گے جو اللہ تعالیٰ نے اس دَور میں جماعت احمدیہ کے ساتھ منصوب کر دیئے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اس کے علاوہ آپ میں یہ کامل اور غیر متزلزل اور ہر شک و شبہ سے پاک یقین ہونا چاہئے کہ

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق سچی اور حقیقی خلافت کا نظام قائم کیا جاچکا ہے جس کی کامل اطاعت اور پیروی آپ پر فرض ہے۔ خلافت کی اطاعت اور خلیفۂ وقت کی ہدایات کی تعمیل کا ایک بہت اہم ذریعہ اللہ تعالیٰ کے ایک عظیم فضل و احسان کی صورت میں قائم کیا ہوا ذریعہ ہے۔ اور وہ ایم ٹی اے ہے۔ اس لئے آپ جہاں کہیں ہوں آپ کو ہر ممکن کوشش کرنی چاہئے کہ میرا ہر خطبہ ضرور سنیں خواہ وہ کسی بھی ذریعہ سے ہو۔

چاہے وہ ٹیلی ویژن کے ذریعہ ہو، Laptop کے ذریعہ ہو یا آپ کے موبائل فون کے ذریعہ ہو۔ اِس دَور میں کوئی بھی یہ جائز عذر نہیں کرسکتا کہ وہ پیغام یا تعلیمات کو موصول کرنے سے قاصر رہا ہے۔ نشر و اشاعت کے جدید وسائل کی بدولت اب ہر چیز تک رسائی بآسانی اور فوراً ایک بٹن کے دبانے سے ممکن ہو چکی ہیں۔ اس لئے جہاں تک میرے خطبات کا تعلق ہے ان تک بھی آپ کی رسائی اور دسترس مختلف ذرائع سے ہوسکتی ہے۔

آپ میرے خطبات ایم ٹی اے پر سن سکتے ہیں یا اس کے علاوہ آپ ایم ٹی اے کی ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کر سکتے ہیں اور ایم ٹی اے کی on demand سروس کے ذریعہ بھی میرے خطبات کو سن سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ ایم ٹی اے کے کئی دوسرے پروگرامز بھی آپ کے لئے دیکھنا بہت ضروری ہیں۔ ان پروگراموں کے ذریعہ آپ کا دینی علم بڑھے گا اور اس طرح آپ کا خلافت سے بھی تعلق پختہ اور مضبوط ہوگا۔ اپنے دینی علم کو بڑھانے کا ایک اور ذریعہ alislam ویب سائٹ بھی ہے جہاں وسیع پیمانے پر علمی مواد میسر ہے۔

آپ میں سے جو پختہ عمر کو پہنچ گئے ہیں انہیں جہاں تک بھی ممکن ہو اپنے آپ کو ان تمام مختلف وسائل اور ذرائع سے جوڑ دینے کی کوشش کرنی چاہئے۔ ایسا کرتے ہوئے جہاں آپ اپنے علم کو بڑھا رہے ہوں گے وہاں آپ کو چاہئے کہ ان ذرائع کو خلافت کے ساتھ بھی اپنے تعلق کو مضبوط کرنے کے لئے استعمال میں لائیں۔ اور **اپنی اس ذمہ داری کو نبھائیں کہ آپ دین کو دنیا کی ہر چیز پر مقدم رکھیں گے۔** اس دَور میں بیشمار ایسے پروگرام ہیں جو ٹی وی، ویب سائٹس اور انٹرنیٹ وغیرہ پر دستیاب ہیں جو ایک انسان کی توجہ مسلسل اپنی طرف کھینچتے ہیں۔ ان کا استعمال ایک لامتناہی کبھی نہ ختم ہونے والا سلسلہ ہے۔ اگر آپ یہ کہیں گے کہ ہمیں پہلے اپنے دنیاوی کاموں کو مکمل کرنا ہے اور پھر ٹی وی پر یا streaming کے ذریعہ ایم ٹی اے دیکھیں گے تو آپ کو کبھی ایم ٹی اے دیکھنے کا وقت نہیں ملے گا۔ یہ وسائل اور ذرائع آپ کے علم کو بڑھانے میں فائدہ مند ثابت ہوں گے لیکن اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کے لئے آپ کو بہر حال اپنے دین کو مقدم رکھنا ہوگا۔ اور اپنی دنیوی مصروفیات اور پروگراموں پر دین کو ترجیح دینی ہوگی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہ بات بھی یاد رکھیں کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جماعت کے نوجوانوں کو ایک ماٹو (motto) دیا تھا اور وہ یہ تھا کہ **قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہوسکتی۔ ہر احمدی خادم کو چاہئے کہ اس ماٹو کو ہمیشہ اور ہر وقت اپنے سامنے رکھے۔ لیکن ایک واقفِ نو نوجوان کو تو خاص طور پر اس ماٹو کی طرف دوسروں کی نسبت زیادہ توجہ دینی چاہئے کیونکہ آپ وہ نوجوان ہیں جنہوں نے جیسا کہ مَیں نے کہا ہے اپنے آپ کو دین کی خدمت کے لئے پیش کیا ہے۔** سو خواہ آپ جماعت کے ایک کُل وقتی کام کرنے والے کارکن ہیں یا نہیں آپ بطور واقف نو بہر حال اس بات کے ذمہ دار ہیں کہ آپ اپنے نفس کی اصلاح کا معیار اس حد تک بڑھائیں کہ ہر ایک اس بات کو محسوس کرے کہ آپ کا اصلاح

نفس کا معیار اور آپ کا ہر عمل جماعت اور آپ کی قوم کی ترقی کا ذریعہ بننے والا ہے۔ یہ اصلاح اسی وقت ممکن ہوسکتی ہے جیسا کہ مَیں نے کہا ہے کہ جب آپ اسلام کی حقیقی تعلیمات کو سمجھیں گے، اپنے اعتقاد، اپنے ایمان کو مضبوط کریں گے، اپنے ہر عمل کو ان تعلیمات کی روشنی میں ڈھالیں گے اور اپنی زندگی اسلام ہی کی تعلیمات کی روشنی میں بسر کریں گے۔ ہمیشہ اس بات کو یاد رکھیں کہ وہ غیر احمدی مسلمان نوجوان جو اس غلط فہمی کا شکار ہیں کہ اس دنیا کی اصلاح کے لئے ایک اسلامی حکومت کے قیام کی ضرورت ہے اور اس کے لئے جہادی تنظیموں میں شامل ہوکر اپنے آپ کو قربان کردینے کی ضرورت ہے یہ ہرگز دنیا کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا رہے اور نہ ہی اپنے نفس کی اصلاح کرنے میں کامیاب ہورہے ہیں۔ یہ نوجوان اسلام کی شان و شوکت اور اعلیٰ مقام کو دنیا میں قائم کرنے میں بھی ناکام رہیں گے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اسلام کی عزت اور نیک نامی قائم کرنے کے لئے صرف ایک ہی اصول کامیاب اور فائدہ مند ثابت ہوگا۔ یعنی خدا تعالیٰ نے قرآن کریم کی تعلیمات کی روشنی میں امام وقت حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رہنمائی کی۔

آپؑ نے ہمیں یہ بتایا ہے کہ انسان کو دو حقوق بہر حال ادا کرنے ہیں۔ حقوق میں سے پہلی قسم جس کی تمام شرائط کے ساتھ ادائیگی لازمی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے حقوق کی ادائیگی ہے۔ حقوق کی دوسری قسم اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق کے تمام حقوق ادا کرنا ہے۔ اور اسے اپنی تمام تر طاقتوں اور صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے ادا کرنا ہے۔ اس لئے آج مَیں واقفین نو سے کہوں گا کیونکہ اس بات کی ضرورت ہے کہ آپ ان دونوں حقوق کو اچھی طرح سے سمجھیں۔

آپ کو چاہئے کہ آپ قرآن کریم کا مطالعہ کریں اور اسے سمجھیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیمات کو سمجھیں اور خلافت کے ساتھ اپنا تعلق مضبوط کریں۔ اگر آپ ان تمام باتوں پر عمل کریں گے تو پھر آپ حقیقی معنوں میں بہترین واقف نو کہلانے کے لائق ہوں گے۔ پھر آپ دنیا میں جہاں کہیں ہوں گے یا جس کسی ادارے میں کام کررہے ہوں گے آپ حقیقی واقف نو کی حیثیت سے پہچانے جائیں گے اور اسلام کی حقیقی تعلیمات دوسروں کو دکھا رہے ہوں گے۔ اس طرح پر آپ اپنی جماعت اور افراد جماعت کے حقوق کو ادا کرنے والے ہوں گے۔ اور آپ اپنے وقف کی ذمہ داری کو بھی نبھانے والے ہوں گے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: وہ وقف نو بچے جو سکولوں کی چھوٹی جماعتوں میں پڑھ رہے ہیں انہیں بھی اس بات کو یاد رکھنا چاہئے۔ **بچپن کے اس دَور میں جو دس سال سے شروع ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے نماز کی ادائیگی کو فرض قرار دیا ہے۔** آپ اس عمر میں جو کچھ بھی سیکھتے ہیں وہ زندگی بھر آپ کے لئے مفید ثابت ہوتا ہے۔ آپ یہ مت سمجھیں کہ دس سال کی عمر بچپن کی عمر ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ نماز اس عمر میں فرض ہے۔ نماز اُس عمر میں فرض ہوتی ہے جب آپ اپنی ہوش کی عمر کو پہنچتے ہیں۔ اس لئے یہ عمر صرف کھیلنے کی عمر نہیں ہے بلکہ آپ اس عمر میں اللہ تعالیٰ سے اپنے تعلق کو استوار کرنے کا آغاز کرتے ہیں اور جماعت سے اپنے تعلق کو مستحکم کرتے ہیں اور اپنا خلافت کے ساتھ وفا کا تعلق مضبوط کرتے ہیں۔ اس لئے ان باتوں کی طرف بچپن ہی سے خاص توجہ دیں۔ اگر آپ ان تمام باتوں پر عمل کریں گے تو انشاء اللہ آپ اپنی تعلیمی سرگرمیوں میں بھی ترقی کرنے والے ہوں گے کیونکہ جب آپ اللہ تعالیٰ کے احکامات کی اطاعت کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے خاص فضل آپ پر نازل ہوتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آپ کو چاہئے کہ اپنے والدین کی طرف سے کی گئی نصائح پر عمل کریں۔ خاص طور پر اُن نصائح پر عمل کریں جو آپ کو اپنے دین سے مزید تعلق بڑھانے کا باعث ہوں۔ **اپنے والدین کا کہا ماننے میں بہترین نمونہ پیش کرنے کی کوشش کریں۔** ایسا کرنے سے آپ کی آئندہ زندگی بھی سنور جائے گی۔ یہ بات یاد رکھیں کہ محض وقف نو سکیم کا ممبر ہونا ہی آپ کے لئے غیر معمولی اعزاز کی وجہ نہیں ہے۔

ایک واقف نو کو چاہئے کہ اپنے اندر انتہائی عاجزی پیدا کرے اور کبھی بھی اپنے بھائیوں، بہنوں یا افراد جماعت کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھے بلکہ ہر ایک سے انتہائی عزت و احترام کے ساتھ ملے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وقف نو کی تحریک میں شامل کیا ہے۔ دوسروں کی نسبت آپ کو اپنے والدین اور اپنے بہن بھائیوں کی زیادہ خدمت کرنی چاہئے۔

آپ کو یہ کوشش کرنی ہے کہ اسی نہج پر اپنی زندگیوں کو ڈھالیں۔ جب آپ اپنے سکول سے واپس لوٹتے ہیں تو فوراً ٹیلی ویژن کے سامنے بیٹھنے سے گریز کریں۔ آپ کو چاہئے کہ جسمانی کھیل کود کے لئے ، سکول کے Homework کے لئے اور مزید مطالعہ کے لئے کچھ وقت مختص کریں۔ اگر آپ باقاعدگی کے ساتھ ان باتوں پر عمل کریں گے تو جوں جوں آپ کی عمر بڑھے گی آپ کی زندگیاں بہتر سے بہتر ہوتی رہیں گی۔ اور آپ کی زندگیاں دوسروں کے لئے مفید ثابت ہوں گی۔ خدا کرے کہ آپ سب ان باتوں پر عمل کرنے والے ہوں۔ اب میرے ساتھ دعا میں شامل ہوجائیں۔

☆……☆……☆

واقفین نَو متوجہ ہوں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے واقفین نو کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

''صرف وقف نو کا ٹائٹل لگا کر سافٹ ویئر انجینیئرنگ، کمپیوٹر سائنس میں جانے کی بجائے **پہلی ترجیح جامعہ میں جانے کی ہونی چاہئے**۔ اس کے بعد ڈاکٹرز، انجینئرز یا کسی دوسری فیلڈ میں جانے کا سوچیں۔ دنیاداری کی طرف سوچیں زیادہ لگ گئی ہیں۔'' (الفضل انٹرنیشنل 19 جولائی 2013ء)

اعلان برائے داخلہ جامعہ احمدیہ یوکے برائے سال 2016ء

جامعہ احمدیہ یوکے کی درجہ ممہدہ کیلئے داخلہ ٹیسٹ (تحریری امتحان وانٹرویو) 27 اور 28 جولائی 2016ء کو انشاء اللہ تعالیٰ جامعہ احمدیہ یوکے میں ہوگا۔ داخلہ ٹیسٹ میں شمولیت کے قواعد حسب ذیل ہیں:

(1) تعلیمی معیار: درخواست دہندہ کے کم از کم چھ مضامین میں جی سی ایس ای (GCSE) کم از کم تین مضامین میں اے لیولز (A-Levels) یا اس کے مساوی تعلیم میں C گریڈ سے کم گریڈ یا 60 فی صد سے کم نمبر نہ ہوں۔

(2) عمر: جی سی ایس ای (GCSE) پاس کرنے والے طالب علم کی زیادہ سے زیادہ عمر 17 سال اور اے لیولز (A-Levels) پاس کرنے والے طالب علم کی عمر زیادہ سے زیادہ 19 سال ہونی چاہئے۔

(3) میڈیکل رپورٹ: درخواست دہندہ کی صحت کے متعلق ڈاکٹر (GP) کی طرف سے تفصیلی میڈیکل رپورٹ انگریزی زبان میں درخواست کے ساتھ منسلک ہونی چاہئے۔

(4) تحریری ٹیسٹ وانٹرویو: درخواست دہندہ کا ایک تحریری ٹیسٹ اور ایک انٹرویو ہوگا۔ جس میں سے ہر دو میں پاس ہونا لازمی ہے۔ انٹرویو کے لئے صرف اسی کینڈیڈیٹ (Candidate) کو بلایا جائے گا جو تحریری ٹیسٹ میں کامیاب قرار پائے گا۔ تحریری ٹیسٹ اور انٹرویو کے لئے قرآن کریم ناظرہ، وقف نو سلیبس اور انگریزی و اردو زبان لکھنا، پڑھنا اور بولنا بنیادی نصاب ہوگا۔ تاہم ترجمہ قرآن کریم اور کتب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بارہ میں بھی کینڈیڈیٹ (Candidate) کا اس طور پر جائزہ لیا جائے گا کہ اس میں ان کے پڑھنے کا رجحان موجود ہے کہ نہیں۔

(5) درخواست دینے کا طریق: درخواست متعلقہ درخواست فارم پر درج ذیل دستاویزات کے ساتھ ہی قابل قبول ہوگی:

(1) درخواست فارم مع تصدیق نیشنل امیر صاحب۔ (2) درخواست دہندہ کی صحت کی بابت تفصیلی میڈیکل رپورٹ (بزبان انگریزی)۔ (3) جی سی ایس ای/اے لیولز کے سرٹیفیکیٹ کی مصدّقہ نقل۔ نتیجہ کے انتظار کی صورت میں سکول یا ٹیوٹر کی طرف سے متوقع گریڈز (Projected Grades) پر مشتمل خط۔ (4) پاسپورٹ کی مصدّقہ نقل۔ (5) درخواست دہندہ کی دو عدد پاسپورٹ سائز فوٹو۔

متفرق ہدایات:

(1) درخواست میں کینڈیڈیٹ (Candidate) کے نام کے سپیلنگ وہی لکھے جائیں جو پاسپورٹ میں درج ہیں۔ (2) مصدّقہ درخواست جامعہ احمدیہ یوکے میں 30 جون 2016ء تک پہنچنی لازمی ہے، اس کے بعد موصول ہونے والی درخواستوں پر کارروائی نہیں کی جائے گی۔ (3) جامعہ احمدیہ یوکے کا ایڈریس درج ذیل ہے:

Jamia Ahmadiyya UK, Branksome Place, Hindhead Road, Haslemere, GU27 3PN.

Tel:+44(0)1428647170, +44(0)1428647173

Mobile: +44(0)7988461368, Fax: +44(0)1428647188

(4) رابطہ کے لئے جامعہ احمدیہ کے اوقات سوموار تا ہفتہ صبح آٹھ بجے سے دوپہر دو بجے تک ہیں۔

(پرنسپل جامعہ احمدیہ، یوکے)

ہستی باری تعالیٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلّی علیٰ رسولہِ الکریم

خُدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھو الناصر

ہستی باری تعالیٰ کے متعلق چند ابتدائی تصریحات

تمہید

ایک عرصہ سے میرے دل میں یہ خواہش تھی کہ اپنے نوجوان عزیزوں اور دوستوں کے لئے ہستی باری تعالیٰ کے متعلق ایک مضمون تحریر کروں جس میں مختصر اور عام فہم طریق پر بعض وہ دلائل بیان کئے جائیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہمارا ایک خالق و مالک خدا ہے جس کے ساتھ تعلق پیدا کرنا ہمارے لئے ازبس ضروری ہے اور پھر اس مضمون میں یہ بھی بتایا جائے کہ ہمارے خدا کے یہ یہ صفات ہیں اور اس کے ساتھ تعلق پیدا کرنے میں یہ یہ فوائد ہیں اور نیز یہ کہ اس کے ساتھ کس طرح تعلق پیدا کیا جاسکتا ہے وغیر ذالک۔ مگر آج تک کئی ایک وجوہات سے میں اپنے اس ارادہ کو عملی جامہ نہیں پہنا سکا۔ اب چند دن ہوئے کہ ایک عزیز (یہ عزیز اب فوت ہو چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُس سے مغفرت اور فضل اور رحمت کا سلوک فرمائے) نے (خُدا اُسے حَسَنَاتِ دارَین سے متمتع فرمائے) مجھ سے خدا تعالیٰ کے متعلق اپنے رنگ میں بعض سوالات کئے جس سے میری وہ قدیم خواہش میرے دل میں پھر تازہ ہوگئی اور میں نے اس عزیز کے سوالات کو ایک تحریکِ غیبی سمجھ کر اس مضمون کے شروع کر دینے کا ارادہ کر لیا۔ وَمَاتَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْہِ اُنِیْبُ۔

میرے اس بیان سے یہ نہ سمجھا جائے کہ مَیں نے اس مضمون کے واسطے کوئی خاص تیاری کی ہے یا یہ کہ مَیں اس سوال پر علمی لحاظ سے کوئی خاص روشنی ڈالنا چاہتا ہوں۔ میرا منشا صرف یہ ہے کہ اس مسئلہ کے متعلق جو میرے موجودہ معلومات ہیں اُن میں سے بعض کو جو عام فہم ہیں میں اپنے نوجوان عزیزوں اور دوستوں کے لئے مختصر اور سادہ طریق پر تحریر کردوں تا اگر خدا چاہے تو میرا یہ مضمون کسی بھٹکتی ہوئی رُوح کی ہدایت اور کسی لڑکھڑاتے ہوئے قدم کی استواری اور کسی بیقرار اور پریشان دل کی تسکین کا موجب ہو اور ہمارے عزیز اپنے اُس مہربان اور سب محبت کرنے والوں سے بڑھ کر محبت کرنے والے آقا و مالک کو پہچانیں جس کا پہچاننا اور جس تک پہنچنا ہماری زندگی کا مقصد ہے۔

مگر قبل اس کے کہ میں اس مضمون کو شروع کروں مَیں خُدا سے دعا کرنا

أَفِی اللّٰہِ شَکٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

ہمارا خدا

جس میں خدا تعالیٰ کی ہستی کو عقلی دلائل سے ثابت کیا گیا ہے

تصنیف لطیف

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے

چاہتا ہوں کہ اے میرے مولیٰ! تو میری سب کمزوریوں پر اطلاع رکھتا ہے اور میری علمی اور عملی حالت بھی تجھ سے پوشیدہ نہیں۔ تُو مجھے اپنے فضل سے یہ طاقت اور توفیق عطا کر کہ مَیں تیری رضا کے ماتحت اس مضمون کو تکمیل تک پہنچا سکوں اور تُو میرے الفاظ میں اثر پیدا کر اور میرے قلم کو صرف حق و راستی کے طریق پر چلا تا تیرے بندے میرے اس بیان سے فائدہ اٹھائیں اور تجھے پہچان کر اپنی زندگی کا اصل مقصد حاصل کریں اور اے میرے ہادی و راہنما! گو مَیں اپنی نیت کو نیک پاتا ہوں لیکن خود میرے متعلق بھی تجھے وہ علم حاصل ہے جو مجھے حاصل نہیں۔ پس اگر تیرے علم میں میری نیت میں کوئی مخفی فساد ہے تو مجھ ناچیز پر رحم فرما اور میری نیت کی اصلاح کر دے تا میری شامتِ اعمال کی وجہ سے میرا یہ بیان اُن برکات سے محروم نہ ہو جائے جو تیری طرف سے صداقت کی تائید میں نازل ہوا کرتی ہیں۔ اے میرے آقا و مالک! تُو ایسا ہی کر۔ آمین یا ارحم الراحمین۔

اس زمانہ میں ایمان باللہ کی حالت

سب سے پہلے مَیں اس جگہ اس حد درجہ قابلِ افسوس اور نہایت دردناک حالت کا اظہار کرنا چاہتا ہوں جو اس زمانہ میں ایمان باللہ کے متعلق لوگوں میں عام طور پر پائی جاتی ہے۔ کہنے کو تو جتنے مذاہب بھی دنیا میں موجود ہیں وہ سب خدا کے قائل ہیں اور ان مذاہب کی طرف منسوب ہونے والے لوگ بھی باستثناء ایک نہایت قلیل تعداد کے جو ہستی باری تعالیٰ کی برملا منکر ہے خدا پر ایمان لانے کے مدعی ہیں لیکن اگر نظر غور سے دیکھا جائے اور لوگوں کی ایمانی حالت کا گہرا مطالعہ کیا جائے تو صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ یہ ایمان ایک محض رسمی

ایمان ہے جسے حقیقت سے ذرہ بھر بھی تعلق نہیں۔ چونکہ لوگوں کا مذہب انہیں یہ تعلیم دیتا ہے کہ تمہارا ایک خدا ہے اور وہ اپنے باپ دادوں سے بھی یہی سنتے چلے آئے ہیں کہ ہمارا ایک خدا ہے اور وہ یہ بھی محسوس کرتے ہیں کہ قومی شیرازے کو منتشر ہونے سے بچانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ ظاہری طور پر اپنے مذہب کے بنیادی اصول پر قائم رہیں اور پھر ان کے دلوں میں گاہے گاہے یہ فطری آواز بھی اُٹھتی رہتی ہے کہ ممکن ہے واقعی ہمارا کوئی خدا ہو اس لئے وہ انکار کی جرأت نہیں کرتے اور ظاہراً اسی عقیدہ پر قائم ہیں کہ اُن کا ایک خُدا ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ خدا کے قائل نہیں اور اُن کے دل ایمان سے اُسی طرح خالی ہیں جس طرح ایک اُجڑا ہوا مکان مکین سے خالی ہوتا ہے۔

میں یہ بات کسی خاص قوم کے افراد یا کسی خاص مذہب کے متبعین کے متعلق نہیں کہتا بلکہ تمام مذاہب اور تمام دنیا کے متعلق کہتا ہوں کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ تمام مذاہب کے متبعین یعنی زرتشتی۔ بدھ۔ ہندو۔ یہودی۔ عیسائی۔ سکھ۔ مسلمان وغیرہ سب میں یہ زہر جسے بے ایمانی کا زہر کہنا چاہیے کم وبیش سرایت کر چکا ہے اور مادیت کی گرم اور شرر بار ہواؤں نے دنیا کا کوئی چمنستانِ ایمان نہیں چھوڑا کہ اسے جلا کر خاک نہ کر دیا ہو۔ میرے اس دعویٰ پر اگر کوئی دلیل مانگے تو میں بفضلہ تعالیٰ ایسے دلائل پیش کر سکتا ہوں جن سے کسی عقلمند غیر متعصب شخص کو انکار نہیں ہو سکتا، لیکن اس جگہ میں اس بات میں شک کرنے والوں سے صرف یہ سوال کرنا چاہتا ہوں کہ کیا وہ اپنے دل کی حالت کا مطالعہ کر کے اور اپنے گردوپیش کے لوگوں کے حالات کو دیکھ کر دیانتداری کے ساتھ یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ اور ان کے ملنے والے دوسرے لوگ خدا پر واقعی ایمان رکھتے ہیں؟ **ایمان سے میری مُراد رسمی سنا سنایا ورثہ کا ایمان نہیں بلکہ زندہ حقیقی ایمان مُراد ہے۔ کیا خدا کی ہستی اُن کے لئے ایسی ہی محسوس ومشہود ہے جیسے دُنیا کی مادی چیزیں اُن کے لئے محسوس ومشہود ہیں؟ یعنی کیا خدا کے متعلق وہ ایسا ایمان رکھتے ہیں جیسا کہ مثلاً انہیں یہ ایمان ہے کہ یہ سورج ہے اور یہ چاند ہے اور یہ پہاڑ ہے اور یہ دریا ہے اور یہ ہمارا مکان ہے اور یہ ہمارا باپ ہے اور یہ ہمارا دوست ہے؟ اگر ایسا نہیں تو پھر خوب سمجھ لو کہ یہ کوئی ایمان نہیں ہے بلکہ محض ایک شک کا مقام ہے اور تم ایک مُردہ اور متعفّن لاش کو زندوں کی طرح چھاتی سے لگائے بیٹھے ہو۔**

اور اگر یہ کہو کہ یہ مرتبہ ایمان کا جو اس جگہ بیان کیا گیا ہے یہ تو انتہائی مرتبہ ایمان کا ہے جس تک پہنچنے والے بہت ہی کم لوگ ہوتے ہیں اور صرف خاص خاص لوگوں کو ہی یہ مقام حاصل ہوتا ہے تو میں یہ کہوں گا کہ یہ بات تمہاری ناواقفی کا ایک مزید ثبوت ہے کیونکہ ایمان کا انتہائی مرتبہ تو وہ ہے جس کی ہوا بھی ابھی تم تک نہیں پہنچی اور شاید تم میں سے اکثر لوگ اس کا نقشہ بھی اپنے ذہن میں نہیں لا سکتے اور یہ مرتبہ ایمان کا جو اوپر بیان کیا گیا ہے **یعنی خدا کے متعلق ایسا ایمان ہونا جیسا کہ اس دُنیا کی مادی چیزوں کے متعلق انسان کو حاصل ہوتا ہے یہ ایمان کے درمیانی مراتب میں سے ایک مرتبہ ہے۔ کیا تم نے حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ قول نہیں پڑھا جس کا مطلب یہ ہے کہ ایمان کے عام مراتب میں سے ایک مرتبہ یہ ہے کہ انسان آگ میں ڈالا جا کر خاک ہو جانا پسند کریگا مگر ایمان کو ہاتھ سے نہیں چھوڑیگا،** لیکن میں کہتا ہوں کہ اگر تم ایمان کے اس مرتبہ سے اپنے آپ کو فروتر پاتے ہو تو کم از کم میرا تم سے یہ سوال ہے کہ کیا تم دیانتداری کے ساتھ یہ کہہ سکتے ہو کہ تمہارا ایمان ایک زندہ حقیقت کے طور پر تمہاری زندگی پر عملاً اثر انداز ہو رہا ہے۔ **یعنی کیا تم اپنے دل میں واقعی اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کی ناراضگی کا خوف محسوس کرتے ہو اور کیا تمہارا ایمان تمہیں واقعی نیکی کی تحریک کرتا اور بدی سے روکتا ہے؟ اور کیا واقعی تمام اُمور میں تمہارا اصل بھروسہ خدا پر ہوتا ہے اور مادی اسباب پر نہیں ہوتا؟**

میرا یہ مطلب نہیں کہ کیا تم کبھی اپنے دل میں خُدا کے ساتھ وابستگی محسوس کرتے ہو یا نہیں یا کبھی اللہ تعالیٰ کا خیال تمہیں گناہ سے روکتا اور نیکی کی تحریک کرتا ہے یا نہیں یا کبھی مادی اسباب سے آگے گزر کر تمہاری نظر خدا تک پہنچتی ہے یا نہیں؟ کیونکہ کبھی کبھی ایسا ہو جانا ایمان کی حالت کا نتیجہ نہیں کہلا سکتا۔ بلکہ ایسی حالت اُس شخص کی بھی ہو سکتی ہے جسے صرف اس قدر بصیرت حاصل ہے کہ وہ خدا کا انکار نہیں کرتا اور گاہے گاہے اُس کی طبیعت میں یہ خیال بھی پیدا ہو جاتا ہے کہ شاید واقعی کوئی خدا ہو جس نے مجھے پیدا کیا ہے اور جو اس تمام کارخانۂ عالم کا چلانے والا ہے اور جس کے سامنے کسی دن میں نے کھڑا ہونا ہے۔ ایسا شخص یقیناً کبھی کبھی خدا کے اس خیالی بُت کے ساتھ ایک حد تک وابستگی محسوس کرے گا اور اس کا یہ خیال کبھی کبھی اُسے گناہ سے بھی روکے گا اور کبھی کبھی نیکی کی بھی تحریک کرے گا اور گاہے گاہے اُس کی نظر مادی اسباب سے گزر کر خدا تک بھی پہنچے گی اور وہ محسوس کرے گا کہ اصل بھروسہ کے قابل صرف خدا کی ذات ہے لیکن ظاہر ہے کہ یہ حالت **ایمان کی حالت نہیں کہلا سکتی بلکہ دراصل ایک شک کی حالت ہے جو اس کی طبیعت میں کبھی ایک طرف کا اور کبھی دوسری طرف کا اثر پیدا کرتی رہتی ہے ایمان کی حالت تبھی سمجھی جائیگی جب خدا کے متعلق ایک زندہ یقین کی صورت پیدا ہو جائے اور یہ یقین ایک مستقل جذبہ کے طور پر علیٰ وجہ البصیرت دل میں قائم ہو جو انسان کی زندگی کا ایک حصّہ بن جائے اور اُس کی روح کی غذا ہو جائے اور اس کے لئے ہر وقت ایک ایسی شمع ہدایت کا کام دے جو اسے گناہ کے تاریک رستوں پر متنبہ کرتی رہے اور اُس کے ذریعہ سے نیکی کے راستے اُس کی آنکھوں کے سامنے روشن ہوتے رہیں اور تمام مادی اسباب اُس کی نظر میں ہیچ ہو جائیں یعنی اُن اسباب**

پر اس کا بھروسہ نہ رہے بلکہ اس کا اصل بھروسہ صرف خدا تعالیٰ کی ذات پر ہو جو تمام اسباب کا پیدا کرنے والا ہے اور خدا کی محبت کی آگ اس کے دل میں سوزاں رہے اور اُس کی ناراضگی کا خوف اس کے دل پر غالب ہو۔

اب دیانتداری کے ساتھ بتاؤ کہ کیا تم واقعی ایسا ایمان اپنے دلوں میں پاتے ہو؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو اپنے آپ کو مومن کہتے ہوئے شرماؤ اور اُس ایمان کی تلاش میں لگ جاؤ جو آسمان سے اُترتا ہے اور بجلی کے ایک زبردست لیمپ کی طرح دل کے دُور دراز اور تاریک و تار کونوں کو منور کر دیتا ہے جس کے بعد خدا کا وجود ایک خیالی بُت نہیں رہتا جسے تمہارے دماغوں نے گھڑا ہو بلکہ **وہ ایک زندہ حیّ و قیوم قدیر و عزیز مگر مشفق و مہربان بادشاہ نظر آتا ہے جس کی حکومت دیکھنے والوں کے لئے اُن حکومتوں سے بھی بہت بڑھ چڑھ کر محسوس و مشہود ہوتی ہے جو تم اس دنیا میں دنیاوی بادشاہوں کی دیکھتے ہو۔**

الغرض یہ ایک بیّن حقیقت ہے جس سے انکار نہیں ہوسکتا کہ اس زمانہ میں حقیقی ایمان دنیا سے مفقود ہے اور نہ صرف یہ کہ عوام کے دلوں سے مفقود ہے بلکہ وہ لوگ جو مذہبی لیڈر کہلاتے ہیں اور لوگوں کو ایمان پر قائم کرنے کا دم بھرتے ہیں اُن کے دل بھی دراصل دہریت کا شکار ہو چکے ہیں۔ وہ یا تو دنیا کو دھوکہ دیتے ہیں یا خود اپنے متعلق دھوکہ خوردہ ہیں کیونکہ زبان پر تو سب کچھ ہے مگر دل میں کچھ بھی نہیں۔ یقیناً اس وقت دنیا رُوحانیت اور سچے ایمان کے لحاظ سے ایک خطرناک تاریکی میں گھری ہوئی ہے اور کوئی کمزور مدھم اور ٹمٹماتا ہوا چراغ بھی کسی کونے میں نظر نہیں آتا جس سے گرتے پڑتے اور ٹھوکریں کھاتے ہوئے مسافروں کا رستہ تھوڑا بہت روشن ہو سکے۔ کیا ایسے تاریک و تار وقت میں ضرورت نہ تھی کہ قدیم سنت کے مطابق ہمارے مہربان خدا کی تجلیات کا سورج اس کے کسی پاک بندے کے اُفقِ قلب سے طلوع ہو کر دنیا میں اُجالا کرے؟ **میرے عزیزو اُٹھو اور اپنی جبینِ نیاز کو آستانہ الوہیت پر رکھ دو کیونکہ تمہارے خُدا نے تمہاری حالت کو دیکھا اور تمہارے لئے اپنے ایک رُوحانی سورج کو اُفقِ مشرق سے بلند کر دیا۔ اب اپنے دل کی کھڑکیاں کھولو اور اس سورج کی نورانی کرنوں کو اُس کے اندر جانے دو تا شکوک و شبہات کی تاریکی دُور ہو اور رات کی ظلمت دن کی روشنی میں بدل جائے۔**

(باقی اگلے شمارہ میں ، انشاء اللہ)

☆......☆......☆

ہم یوم مصلح موعودؓ کیوں مناتے ہیں؟

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"بعض لاعلم احمدی جو مختلف جگہوں سے خطوں میں لکھ دیتے ہیں، یہاں بھی سوال کر دیتے ہیں کہ ہم یوم مصلح موعود کیوں مناتے ہیں، باقی خلفاء کے دن کیوں نہیں مناتے ان پر واضح ہو گیا ہو گا کہ مصلح موعود کی پیشگوئی کا دن ہم ایمانوں کو تازہ کرنے اور اس عہد کو یاد کرنے کے لئے مناتے ہیں کہ ہمارا اصل مقصد اسلام کی سچائی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کو دنیا پر قائم کرنا ہے۔ یہ کوئی آپ کی پیدائش یا وفات کا دن نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کو قبول کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذریت میں سے ایک شخص کو پیدا کرنے کا نشان دکھلایا تھا جو خاص خصوصیات کا حامل تھا اور جس نے اسلام کی حقانیت دنیا پر ثابت کرنی تھی۔ اور اس کے ذریعہ نظام جماعت کے لئے کئی اور ایسے راستے متعین کر دیئے گئے کہ جن پہ چلتے ہوئے بعد میں آنے والے بھی ترقی کی منازل طے کرتے چلے جائیں گے۔

پس یہ دن ہمیں ہمیشہ اپنے ذمہ داری کا احساس کرواتے ہوئے اسلام کی ترقی کے لئے اپنی صلاحیتوں کو استعمال کرنے کی طرف توجہ دلاتا ہے اور دلانے والا ہونا چاہئے نہ کہ صرف ایک نشان کے پورا ہونے پر علمی اور ذوقی مزہ لے لیا۔ اللہ تعالیٰ اس کی توفیق عطا فرمائے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 20 رفروری 2009ء)

واقفین نَو اور واقفات نَو کی کُل تعداد

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ یوکے 2015ء کے دوسرے روز 22 اگست 2015ء کو بعد دوپہر کے خطاب میں واقفین نَو کی تعداد کے بارہ میں فرمایا کہ:

تحریک وقف نو۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس سال واقفین نو کی تعداد میں دوہزار چھ سو تراسی (2683) واقفین کا اضافہ ہوا ہے۔ اس اضافے کے بعد واقفین کی کُل تعداد چھپن ہزار آٹھ سو اٹھارہ (56818) ہوگئی ہے۔ اس میں دنیا بھر کے 105 ممالک سے واقفین نَو شامل ہیں۔ لڑکوں کی تعداد چونتیس ہزار آٹھ سو اسّی (34880)۔ لڑکیوں کی تعداد اکیس ہزار نو سو اڑتیس (21938)۔ تعداد کے لحاظ سے پاکستان پہلے نمبر پر ہے اور بیرون پاکستان یہ تعداد چھبیس ہزار (26000) ہے۔

عَرَبِی ۔ اُردو

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے واقفین نَو کو عربی اور اردو سیکھنے اور اِن دونوں زبانوں پر عبور حاصل کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ فرمودہ 17 فروری 1989ء میں فرمایا کہ:

"جہاں تک زبانوں کا تعلق ہے سب سے زیادہ زور شروع ہی سے عربی زبان پر دینا چاہئے کیونکہ ایک مبلغ عربی کے گہرے مطالعہ کے بغیر اور اس کے باریک در باریک مفاہیم کو سمجھے بغیر قرآن کریم اور احادیث نبویہ سے پوری طرح استفادہ نہیں کرسکتا اس لئے بچپن ہی سے عربی زبان کے لئے بنیاد قائم کرنی چاہئے ......عربی کے بعد اردو بھی بہت اہمیت رکھتی ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل غلامی میں اس زمانے کا جو امام بنایا گیا ہے اس کا اصل لٹریچر اردو میں ہے ......حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اردو لٹریچر کا مطالعہ بھی ضروری ہے اور بچوں کو اتنے معیار کی اردو سکھانی ضروری ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اردو لٹریچر سے براہِ راست فائدہ اٹھا سکیں۔" (خطبات طاہر جلد 8 صفحہ 105-106)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دورۂ کینیڈا 2005ء کے دوران سیکرٹری صاحب وقف نو کو ہدایت فرمائی کہ:

"اردو زبان سکھانے کے لئے کلاسز ہونی چاہئیں۔ باقاعدہ اردو زبان سکھانے کے لئے کلاسز لگائیں۔ ان سب کو اردو زبان سیکھنی چاہئے تاکہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کتب پڑھ سکیں۔ اردو سے دوسری زبانوں میں ترجمہ کرسکیں۔ اس کی ہمیں ضرورت ہے۔"

اس رسالہ کے عربی ۔ اردو سیکشن میں واقفینِ نَو کو حتی المقدور عربی سکھانا اور اردو کے مشکل الفاظ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات میں سے مشکل عبارتوں کو آسان الفاظ میں سمجھانا مقصود ہے۔ اللہ کرے کہ ہم خلفاء حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے ارشادات کی ہر آن تعمیل کرنے والے ہوں اور ہم میں قرآن کریم اور کتب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کی سمجھ بوجھ بڑھے تاکہ ہم دوسروں کو بھی اِن خزانوں سے مستفیض کرسکیں۔

☆......☆......☆

عربی

اِنَّ: یقیناً۔ Surely

رَبّ: ربّ، خدا۔ God۔

اگر آخر پر "ی" لگادیں یعنی "رَبِّـــیْ" تو اس کا مطلب "میرا ربّ" ہوجائے گا۔ مزید مثالیں: کِتَاب+ی= کِتَابِیْ میری کتاب

قَلَم+ی=قَلَمِیْ میرا قلم

اگر آخر پر "کَ" لگادیں یعنی رَبُّکَ تو اس کا مطلب "تیرا ربّ" ہوجائے گا۔ مزید مثالیں: کِتَابُکَ تیری کتاب۔

قَلَم+کَ=قَلَمُکَ تیرا قلم

یاد رہے کہ "کَ" مذکر حاضر کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

اگر کسی مؤنث کو مخاطب ہو تو "کِ" آئے گا۔ اور اگر زیادہ لوگوں کو مخاطب ہو تو "کُمْ" آئے گا۔ مثلاً: رَبُّکُمْ۔ تمہارا ربّ

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے: اِنَّ اللّٰہَ رَبِّیْ وَ رَبُّکُمْ۔ یقیناً اللہ میرا اور تمہارا ربّ ہے۔

فَ: پَس

اُعْبُدُوْا: عبادت کرو!

ہٗ۔ اُس کی۔

اگر کسی لفظ کے آخر پر "ہٗ" آئے تو یہ کسی مذکر کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

مثلاً: کِتَابُہٗ: اُس (مذکر) کی کتاب۔

اگر جمع مذکر کی طرف اشارہ ہو تو لفظ کے آخر پر "ھُم" آتا ہے۔

مثلاً: کِتَابُھُم۔ اُن کی کتاب۔

اسی طرح اگر کسی مؤنث کی طرف اشارہ ہو تو لفظ کے آخر پر "ھا" آئے گا۔ مثلاً: کِتَابُھَا۔ اُس (مؤنث) کی کتاب۔

اگر جمع مؤنث کی طرف اشارہ ہو تو لفظ کے آخر پر "ھُنَّ" آتا ہے۔ مثلاً: کِتَابُھُنَّ۔ اُن (مؤنث) کی کتاب۔

فَاعْبُدُوْہُ: پس اُس کی عبادت کرو!

قرآن کریم: اِنَّ اللّٰہَ رَبِّیْ وَ رَبُّکُمْ فَاعْبُدُوْہُ۔ یقیناً اللہ میرا اور تمہارا ربّ ہے۔ پس اس کی عبادت کرو!

ھٰذَا: یہ (مذکر)۔ ھٰذَا کے بعد مذکر لفظ آتا ہے۔ مثلاً: ھٰذَا کِتَابٌ۔ یہ کتاب (ہے)۔ ھٰذَا صِرَاطٌ: یہ راستہ (ہے)۔ مؤنث کے لئے ھٰذِہٖ آتا ہے۔

مُسْتَقِیْم: سیدھا۔

قرآن کریم: اِنَّ اللّٰـہَ رَبِّـیْ وَ رَبُّـکُـمْ فَـاعْبُدُوْہُ۔ ھٰذَا صِـرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ۔ (آل عمران:52)

لفظی ترجمہ: یقیناً اللہ میرا اور تمہارا ربّ ہے۔ پس عبادت کرو اُس کی! یہ راستا ہے سیدھا۔

بامحاورہ ترجمہ: یقیناً اللہ میرا بھی ربّ ہے اور تمہارا بھی ربّ ہے۔ پس اسی کی عبادت کرو۔ یہی سیدھا راستہ ہے۔

ضمیر	واحد	تثنیہ (2)	جمع (2 سے زیادہ)
مذکر غائب	کِتَابُہٗ (اس کی کتاب)	کِتَابُھُمَا (ان دونوں کی کتاب)	کِتَابُھُم (ان سب کی کتاب)
مؤنث غائب	کِتَابُھَا	کِتَابُھُمَا	کِتَابُھُنَّ
مذکر حاضر	کِتَابُکَ (تیری کتاب)	کِتَابُکُمَا (تم دونوں کی کتاب)	کِتَابُکُم (تم سب کی کتاب)
مؤنث حاضر	کِتَابُکِ	کِتَابُکُمَا	کِتَابُکُنَّ
مذکر متکلم	کِتَابِیْ (میری کتاب)	کِتَابُنَا (ہماری کتاب)	کِتَابُنَا (ہماری کتاب)
مؤنث متکلم	کِتَابِیْ	کِتَابُنَا (ہماری کتاب)	کِتَابُنَا (ہماری کتاب)

اردو

منظوم کلام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

نصرتِ الٰہی

خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نُصرت آتی ہے
جب آتی ہے تو پھر عَالَم کو اک عَالَم دکھاتی ہے

وہ بنتی ہے ہَوا اور ہر خسِ رَہ کو اڑاتی ہے
وہ ہو جاتی ہے آگ اور ہر مُخالِف کو جلاتی ہے

کبھی وہ خاک ہو کر دُشمنوں کے سر پہ پڑتی ہے
کبھی ہو کر وہ پانی اُن پہ اِک طُوفان لاتی ہے

غَرَض رُکتے نہیں ہر گز خُدا کے کام بندوں سے
بھلا خالِق کے آگے خَلق کی کُچھ پیش جاتی ہے

مشکل الفاظ

نصرت: مدد۔حمایت۔Help

اِلٰہی: خدا تعالیٰ۔God Almighty

نصرتِ الٰہی: خدا تعالیٰ کی مدد۔Help of God Almighty

عَالَم: کائنات۔دنیا۔The Universe, The World

عَالَم دکھانا: نیا رُخ دکھانا، رونق دکھانا، بہار دکھانا۔
To demonstrate novel, miraculous, extra-ordinary or unique phenomenon

خسِ رَہ: راستے کے تنکے یعنی مشکلات۔ Obstacles, Hurdels in the way of progress

مُخَالِف: مدّ مقابل۔ برخلاف۔ برعکس۔ Opponent, adversary

خَاک: مٹی۔دھول کا طوفان۔Dust, Dust storm

خَالِق: خدا تعالیٰ کی ایک صفت یعنی پیدا کرنے والا، God as Creator, An attribute of God

خَلق: مخلوق۔Mankind, Creation

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے الفاظ میں
شہادت کا رتبہ پانے والے واقفِ نَو مکرم بلال محمود صاحب کا ذکرِ خیر

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ فرمودہ 22 جنوری 2016ء میں واقفِ نَو مکرم بلال محمود صاحب شہید کا ذکرِ خیر فرمایا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

''نمازوں کے بعد مَیں ایک جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا جو مکرم بلال محمود صاحب ولد مکرم ممتاز احمد صاحب سندھی دارالیمن غربی شکر ربوہ کا ہے۔ بلال محمود صاحب ابن ممتاز سندھی صاحب مرحوم کو مورخہ 11؍جنوری 2016ء کی رات کو ربوہ میں شہید کر دیا گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ رات کے وقت اپنے گھر جا رہے تھے کہ نامعلوم موٹر سائیکل سواروں نے فائرنگ کر کے قتل کر دیا۔ تفصیل کے مطابق یہ ہے کہ تقریباً نو بجے رات اپنی دکان واقع بلال مارکیٹ نزد پھاٹک سے گھر واپس جا رہے تھے کہ درّہ کے قریب نامعلوم موٹر سائیکل سواروں نے ان پر فائرنگ کی اور فرار ہو گئے۔ فائرنگ کے نتیجہ میں بلال صاحب کو پانچ گولیاں لگیں جن میں سے دو گولیاں سر میں لگیں۔ ان کو فضل عمر ہسپتال پہنچایا گیا۔ وہاں سے ابتدائی طبی امداد کے بعد الائیڈ ہسپتال فیصل آباد بھیج دیا گیا جہاں پر ڈاکٹر ابھی طبیعت سنبھلنے کا انتظار کر رہے تھے اور گولیاں نکالنے کے لئے آپریشن نہیں کیا تھا کہ اس دوران ان کی وفات ہو گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

1989ء میں یہ گوٹھ بلال نگر نزد نوکوٹ ضلع میر پور خاص میں پیدا ہوئے تھے۔

وقفِ نَو کی بابرکت تحریک میں شامل تھے۔

میٹرک تک ہی تعلیم حاصل کی تھی۔ 2003ء میں والد کی وفات ہو گئی، پھر یہ خاندان ربوہ شفٹ ہو گیا۔

2008ء میں تجدید وقف کر کے دفتر وصیت صدر انجمن احمدیہ کے نئے کارکن کے طور پر تعینات ہوئے۔

وہیں وفات تک خدمت سرانجام دیتے رہے۔ شام کے وقت تھوڑی دیر کے لئے اپنی چھوٹی سی دکان تھی اس میں بھی جاتے تھے۔ اپنے حلقہ میں ان کو مختلف حیثیتوں سے جماعتی کام کرنے کی توفیق ملی اور آجکل اپنے محلے کے سیکرٹری وصایا بھی تھے۔ مرحوم کی شادی 2015ء کے اپریل میں ہوئی تھی اور اب ان کی اہلیہ بھی امید سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر بھی فضل فرمائے اور آنے والی اولاد پر بھی فضل فرمائے۔

انتہائی شریف النفس، ہمدرد اور ملنسار شخصیت کے مالک تھے۔ اپنے کام میں سنجیدہ، محنتی، اطاعت گزار تھے۔ خلافت سے گہرا تعلق تھا۔ ہر ایک سے احترام اور ادب سے، محبت سے پیش آنے والے تھے۔ عزیز رشتے داروں کے ساتھ بھی اور والدہ اور بہنوں کے ساتھ بہت محبت کا تعلق رکھتے تھے۔

پسماندگان میں اہلیہ مبشرہ بلال صاحبہ اور والدہ مبارکہ ممتاز صاحبہ کے علاوہ ایک بھائی اور دو ہمشیرگان سوگوار چھوڑے ہیں۔ ان کے پہلے سیکرٹری مجلس کارپرداز اور موجودہ بھی ان دونوں نے اسی بات کو لکھا ہے کہ

بڑے ہونہار اور نہایت محنت سے کام کرنے والے تھے اور کبھی یہ نہیں ہوا کہ کسی موقع پر کوئی سُستی یا کوتاہی دکھائی ہو اور ہمیشہ مسکراتے بھی رہتے تھے۔ دفتر وقت پہ آتے۔ جو کام کہو بھاگ کر کرنے والے تھے۔ ایسے کارکن کم ہی ملتے ہیں جو ہر وقت مسکراتے رہیں۔ اپنے کام سے کام رکھتے تھے۔ اطاعت اور فرمانبرداری میں نہایت اعلیٰ درجہ کے تھے۔ جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے تھے

اور نصیر صاحب جو موجودہ سیکرٹری کارپرداز ہیں لکھتے ہیں کہ

خلافت سے شہید کا ایسا تعلق تھا کہ اسے دیکھ کے ہمیں رشک آتا تھا۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر اور حوصلہ عطا فرمائے۔'' (الفضل انٹرنیشنل 12.02.2016)

☆......☆......☆

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ

پیشگوئی مصلح موعود اور پیشگوئی کے مصداق
حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی ذاتِ بابرکات

مرتبہ: عطاء الحئی ناصر۔ یوکے

”1886ء کے شروع میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خدائی منشاء کے ماتحت ہوشیار پور میں تشریف لے گئے جو قادیان سے قریباً چالیس میل مشرق کی طرف واقع ہے اور پنجاب کے ایک ضلع کا صدر مقام ہے۔ یہاں آپ نے چالیس دن تک ایک علیحدہ مکان میں جو آبادی سے کسی قدر جُدا تھا عبادت اور ذکرِ الٰہی میں وقت گزارا۔ ان دنوں میں آپ اس مکان کے بالا خانہ میں بالکل خلوت کی حالت میں رہتے تھے اور آپ کے تین ساتھی جو خدمت کے لئے ساتھ گئے تھے نیچے کے حصہ میں مقیم تھے اور آپ نے حکم دیا تھا کہ مجھ سے کوئی شخص از خود بات نہ کرے اور ان ایام میں آپ خود بھی بہت کم گفتگو فرماتے تھے اور اکثر حصہ وقت کا عبادت اور ذکر الٰہی میں گزارتے تھے۔ گویا ایک طرح آپ کی یہ خلوت نشینی اعتکاف کا رنگ رکھتی تھی۔

ان ایام میں آپ پر بہت سے انوار سماوی کا انکشاف ہوا اور پسرِ موعود کے متعلق بھی انہی دنوں میں الہامات ہوئے جن میں بتایا گیا کہ خدا آپ کو ایک ایسا لڑکا دے گا جو خدا کی طرف سے ایک خاص رحمت کا نشان ہوگا اور اس کے ذریعہ دین کو بہت ترقی حاصل ہوگی۔“[1] چنانچہ پیشگوئی مصلح موعود کے الفاظ آپؑ نے 20/فروری 1886ء کو ایک اشتہار میں شائع فرمائے ہیں۔

پیشگوئی مصلح موعود کے الفاظ

”خدائے رحیم و کریم بزرگ و برتر نے جو ہر چیز پر قادر ہے (جَلَّ شَانُہٗ وَعَزَّ اِسْمُہٗ) مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا کہ مَیں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرّعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بہ پایۂ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لودھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر تجھ پر سلام! خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجے سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں۔ اور تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے۔ اور تا لوگ سمجھیں کہ مَیں قادر ہوں جو چاہتا ہوں سو کرتا ہوں۔ اور تا وہ یقین لائیں کہ مَیں تیرے ساتھ ہوں۔ اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفیٰؐ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔

سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذرّیت و نسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے اور وہ رِجس سے پاک ہے۔ اور وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اُس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں

آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (اس کے معنی سمجھ میں نہیں آئے) ۔دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مَظْهَرُ الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ۔ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَ الْعُلَاءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا''۔

''اے منکرو اور حق کے مخالفو! اگر تم میرے بندے کی نسبت شک میں ہو۔ اگر تمہیں اس فضل و احسان سے کچھ انکار ہے جو ہم نے اپنے بندے پر کیا تو اس نشانِ رحمت کی مانند تم بھی اپنی نسبت کوئی سچا نشان پیش کرو اگر تم سچے ہو۔ اور اگر تم پیش نہ کر سکو تو اس آگ سے ڈرو کہ جو نافرمانوں اور جھوٹوں اور حد سے بڑھنے والوں کے لئے تیار ہے''۔ (2)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے 22/مارچ 1886ء کو ایک اور اشتہار شائع فرمایا جس میں آپ نے فرمایا کہ:

''......ایسا لڑکا بموجب وعدہ الٰہی 9 برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا خواہ جلد ہو خواہ دیر سے۔ بہر حال اس عرصہ کے اندر پیدا ہو جائے گا۔''(3)

1887ء کے آخر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر میں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام آپ نے بشیر احمد رکھا۔ اس کی ولادت پر لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ کیا یہی لڑکا وہ پسر موعود ہے جس کی خاص طور پر بشارت دی گئی تھی؟ آپؑ نے فرمایا مجھے اس معاملہ میں خدا کی طرف سے کوئی خبر نہیں دی گئی۔ پس ممکن ہے کہ یہی وہ لڑکا ہو اور ممکن ہے کہ وہ لڑکا بعد میں پیدا ہو۔ باوجود آپ کی اس تشریح کے جب یہ لڑکا قضاء الٰہی سے 1888ء کے آخر میں فوت ہو گیا تو بعض لوگوں نے اس پر بہت شور مچایا کہ پیشگوئی غلط نکلی اور یہ کہ جس لڑکے کے متعلق اس شد ومد کے ساتھ خبر دی گئی تھی وہ صرف چند ماہ زندہ رہ کر فوت ہو گیا۔ آپ نے ایک اشتہار کے ذریعہ سے اس بات کو اچھی طرح واضح کیا کہ میں نے کبھی یہ نہیں لکھا تھا کہ یہی وہ موعود لڑکا ہے بلکہ صرف اس قدر کہا تھا کہ ممکن ہے کہ یہی وہ لڑکا ہو مگر مجھے اس بارے میں خدا کی طرف سے کوئی علم نہیں دیا گیا تھا اور آپ نے پھر دوبارہ بڑے زور کے ساتھ یہ اعلان فرمایا کہ جس عظیم الشان لڑکے کی مجھے بشارت دی گئی ہے وہ اپنے وقت پر ضرور پیدا ہوگا اور آپ نے لکھا کہ زمین اور آسمان ٹل سکتے ہیں مگر خدا کی بات نہیں ٹل سکتی۔ (4)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی پیدائش اور وجیہ نقوش

چنانچہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ 12/جنوری 1889ء کو پیدا ہوئے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ ہی وہ خدائی نشان تھے جن کے ذریعہ خدا تعالیٰ کے وعدے پورے ہوئے اور آپ اتنی خوبیوں اور صفات سے بہرہ ور تھے کہ آپ ایک فرد کی بجائے اپنی ذات میں ایک انجمن تھے اور آپ کی زندگی کے ہر پہلو یا ہر خوبی پر نظر ڈالنے سے یوں لگتا ہے کہ آپ اس میں ایک منفرد مقام رکھتے ہیں۔

آپ بہت متناسب الاعضاء میانہ قد تھے۔ جسم ہلکا پُھلکا اور چھریرا تھا جو آخری عمر میں بھرا بھرا لگنے لگا تھا تاہم موٹا پا اور بھدّا پن کبھی بھی نہ آیا۔ آنکھیں غلافی پُرکشش جو عادتاً نیم وا رہتی تھیں۔ نظر اُٹھا کر کم ہی دیکھتے تھے مگر جس چیز کو بھی دیکھتے تھے اسے پاتال تک دیکھ لیتے اور حقیقت کو بخوبی سمجھ لیتے۔

مسنون خوبصورت داڑھی جو نہ بہت لمبی تھی اور نہ ہی بہت چھوٹی۔ اسی طرح داڑھی کے بال نہ تو چھدرے اور بھدّے اور نہ ہی بہت زیادہ گھنے تھے۔ چہرے پر ایک بہت پیاری مسکراہٹ ہر وقت سجی رہتی تھی۔ کبھی کبھی قہقہہ لگا کر بھی ہنستے تھے مگر بہت کم۔

طرز گفتگو اور لباس

بالعموم دھیمی مگر ایسی قابلِ فہم آواز میں گفتگو کرتے کہ مخاطب کو سننے یا سمجھنے میں دقّت نہ ہوتی اور دوبارہ پوچھنے کی ضرورت پیش نہ آتی۔ بعض مواقع پر، خاص طور پر عظمتِ دین اور خدائی وعدوں پر یقین کا مضمون بیان فرماتے تو آواز میں غیر معمولی شوکت اور تاثیر پیدا ہو جاتی۔ آہستہ آواز میں جو نا قابلِ فہم اور مُبہم ہو بات کرنا آپ کو پسند نہیں تھا اور اس کی طرف آپ بہت اچھے انداز میں توجہ بھی دلایا کرتے تھے۔ آپ سفید بھاری عمامہ، سفید شلوار قمیص، لمبا کوٹ اور پاؤں میں گرگابی (مکیشن) استعمال فرماتے تھے۔ ابتداء میں ترکی (رومی) ٹوپی بھی پہنتے تھے مگر بعد میں ہمیشہ پگڑی ہی استعمال فرماتے رہے۔ گھر سے باہر آتے ہوئے ہاتھ میں چھڑی رکھنے کی سنت پر عمل پیرا ہونے کا اہتمام فرماتے۔ لباس بہت ہی سادہ ہوتا تھا اور اس کے متعلق کوئی خاص اہتمام نہ فرماتے سوائے اس کے کہ اس کا صاف ستھرا ہونا ضروری ہوتا۔

خوراک بہت تھوڑی اور سادہ ہوتی تھی۔

کئی غریب، مخلص، سادہ احمدی اخلاص و محبت سے مکئی کی روٹی، ساگ یا ایسی کوئی اور معمولی چیز یا موسمی پھل بطور تحفہ آپ کی خدمت میں بھجواتے تو آپ

شوق ورغبت سے اسے استعمال کرتے اور بھیجنے والے کی دلجوئی اور حوصلہ افزائی فرماتے۔

آپ کے شب وروز

آپ کے مصروف اوقات کا اکثر حصہ پڑھنے لکھنے میں صرف ہوتا تھا۔ مطالعہ بہت تیزی سے فرماتے، مطلب کی بات فوری طور پر اخذ کرنے کا غیر معمولی ملکہ تھا۔ آپ کی لائبریری کی سینکڑوں کتابوں پر آپ کے قلم کے نشانات اور نوٹ یہ بتانے کے لئے کافی ہیں کہ آپ کا مطالعہ بہت وسیع تھا۔ یہی وجہ ہے کہ کسی بھی علم کے ماہر سے قرآنی بصیرت کی روشنی میں بات کرکے اسے دینِ حق کی صداقت وعظمت کا قائل کر لیتے تھے۔ ابتدائی زمانہ میں زیرِ مطالعہ کتب کا ڈھیر چار پائی کے پاس لگ جاتا۔ کبھی یہ بھی ہوتا کہ آپ اپنی لائبریری سے کوئی کتاب منگواتے تو ساتھ ہی یہ بھی بتا دیتے کہ یہ کتاب لائبریری کے کس خانہ میں کس جگہ رکھی ہوئی ہے۔ کبھی یہ بھی بتا دیتے کہ یہ حوالہ کتاب کے کس حصہ میں صفحہ کی کس جگہ پر ملے گا۔

ورزش اور کھیل کے علاوہ دوسرے مشاغل

آپ بچپن میں کئی کھیلیں کھیلتے رہے مگر جن کھیلوں سے آپ کو ہمیشہ دلچسپی رہی وہ تیراکی، نشانہ بازی اور گھوڑ سواری تھی۔ جوانی میں تو آپ مشّاق تیراکوں سے مقابلہ کر کے بازی لے جایا کرتے تھے۔ بچپن کی کھیلوں میں کشتی رانی کا بھی ذکر ملتا ہے مگر جماعتی مصروفیات کے باعث زیادہ وقت نہ ملنے کی وجہ سے اس طرف توجہ کم ہوتی گئی۔ آپ کا نشانہ بہترین تھا، پہلے غلیل پھر ہوائی بندوق اور شاٹ گن وغیرہ بھی زیرِ استعمال رہیں۔ ہوائی بندوق سے شکار کی رغبت اس لئے بھی زیادہ ہوگئی کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دماغی کام کرنے والے کے لئے پرندوں کی یخنی مفید سمجھتے تھے۔ نشانہ بازی کی مشق کے لئے درخت پر بیٹھی ہوئی بھڑوں کا ایک ایک کرکے نشانہ لیتے۔

آپ کے مشاغل میں عطر سازی کا ذکر بھی ملتا ہے۔ آپ کی قوتِ شامہ بھی دوسری حسّوں کی طرح بہت تیز تھی بعض دفعہ آپ دودھ کا ایک گھونٹ پی کر یا سونگھ کر یہ بتا دیا کرتے تھے کہ جس گائے یا بھینس کا یہ دودھ ہے اس نے کیا چارہ کھایا تھا۔ عطر سازی کو بطور ہابی (Hobby) اور مشغلہ اپنانے کی طرف توجہ اس وجہ سے بھی پیدا ہوئی کہ تیز خوشبو والے عام بازاری عطر آپ کو سخت ناپسند تھے۔ عطر سازی کے متعلق آپ نے بہت مطالعہ کیا۔ بہت تجربات کئے۔ اس فن کے ماہروں سے گفتگو فرمائی اور پھر اپنی طبعی نفاست کی وجہ سے عطر کی نہایت عمدہ قسمیں دریافت فرمائیں۔

دل کا حلیم اور ذہین وفہیم

آپ کسی کے سپرد کوئی کام کرتے تو اس کے متعلق واضح ہدایات دیتے، تفصیلی راہنمائی فرماتے اور فوری طور پر رپورٹ دینے کی تاکید فرماتے۔ آپ ایک وقت میں پوری توجہ سے کئی کام کر سکتے تھے۔

آپ کی یادداشت بھی غیر معمولی تھی۔ آپ کی آخری بیماری کے دوران لاہور کے ایک غیر از جماعت طبیب اپنے ایک دوست کے ہمراہ حضور کی عیادت کے لئے حاضر ہوئے تو آپ نے انہیں دیکھتے ہی فرمایا کہ دیر کی بات ہے قادیان میں ایک دفعہ کسی مریض کو دیکھنے کے لئے آپ کو بلایا تھا۔ طبیب صاحب کو یہ بات یاد نہ تھی اور انہیں حافظہ پر زور دے کر یہ برسوں پُرانی بات یاد آئی۔ ملاقات کے دوران بعض اوقات یہ دلچسپ صورت بھی پیش آتی کہ ملاقات کروانے والے سیکرٹری یا متعلقہ جماعت کے صدر وغیرہ کسی ملاقاتی کا تعارف کرواتے تو آپ ان کی تصحیح فرماتے اور بتاتے کہ یہ تو فلاں صاحب ہیں مجھے ایک عرصہ قبل مل چکے ہیں۔ آپ نے کئی مواقع پر فرمایا کہ قادیان اور جماعت کے دوستوں کی نام بہ نام جتنی لمبی فہرست میں تیار کر سکتا ہوں اور کوئی نہیں کر سکتا اور کئی دفعہ حسبِ ضرورت اس کا تجربہ بھی ہوتا رہتا تھا۔

خلقِ خدا سے محبت

اپنے ہاتھ سے کام کرنے کو بھی پسند فرماتے تھے ایک دفعہ آپ نے اپنے بچوں میں سے کسی کو دیکھا کہ وہ اپنا جوتا پہریدار کو پالش کرنے کے لئے دے رہا ہے۔ آپ نے وہ جوتا پکڑ لیا کہ پہریدار کا یہ کام نہیں ہے وہ جماعتی ملازم ہے آپ کو اپنا کام خود کرنا چاہئے یا میں آپ کو پالش کر دیتا ہوں۔ آپ کو وقارِ عمل میں مٹی کھودتے، ٹوکریوں میں مٹی اٹھا کر لے جاتے اور بھرتی ڈالتے دیکھنے والے تو اب بھی اس نظارہ کو یاد کرتے ہیں۔ سفر کے دوران ساتھیوں کی ضروریات کا خیال رکھتے۔ گرمیوں میں کارکنوں کو گھر سے برف بھجوانے کی ہدایت دیتے اور پھر قریباً ہر کھانے کے وقت تسلی کر لیتے کہ باہر برف بھجوا دی گئی ہے۔ کھانے کے وقت یہ بھی دریافت فرماتے کہ سب موجود ہیں اور سب کو کھانا مل گیا ہے۔ اگر کسی کارکن کو کام کے لئے بھجوایا ہوتا تو اس کا کھانا رکھنے

کی تاکید فرماتے۔ اگر کسی کارکن سے اس کی کسی غلطی کی وجہ سے ناراض ہوتے تو بعد میں دلجوئی کا اہتمام فرماتے۔

علوم ظاہری و باطنی سے پُر

آپ قادر الکلام شاعر تھے اور صرف اردو ہی نہیں عربی میں بھی اشعار کہتے تھے۔ ادبی حلقوں میں آپ احترام کی نظر سے دیکھے جاتے۔ تشحیذ الاذہان اور اخبار الفضل کی ادارت کی وجہ سے آپ کو صحافت کا بھی خوب تجربہ تھا۔

آپ کی غیر معمولی خطیبانہ صلاحیتوں کے ذکر کے بغیر آپ کا تعارف مکمل نہیں ہوسکتا۔ نوجوانی میں ہی آپ کی تقاریر افادیت و تاثیر کے لحاظ سے بہت پسند کی جاتی تھیں۔ مگر منصب امامت پر فائز ہونے کے بعد تو آپ کی یہ خوبی اتنی نمایاں ہوگئی کہ بلاخوفِ تردید کہا جا سکتا ہے کہ سنجیدہ علمی خطاب کرنے والوں میں آپ سب سے آگے تھے۔ مختصر نوٹوں کی مدد سے بڑے بڑے وقار و متانت کے ساتھ بغیر کسی مصنوعی گھن گرج یا ہاتھ لہرانے پھیلانے کے، گھنٹوں ایسے بولتے چلے جاتے کہ جیسے کوئی کتاب پڑھ رہے ہوں۔ موضوع پر پوری گرفت ہوتی، ہر فقرہ موزوں اور درست ہوتا۔

دشمنوں سے حسنِ سلوک

آپ کی مخالفت بہت زیادہ تھی جو حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کا موعود بیٹا ہونے کی وجہ سے آپ کی پیدائش سے بھی پہلے شروع ہوگئی تھی۔ جماعت کے اندر بھی بعض کمزور ایمان والوں نے فتنے شروع کئے مگر اس ساری مخالفت کے باوجود یہ عجیب بات ہے کہ آپ نے کبھی کسی سے نفرت نہ کی، کبھی کسی کو اپنا دشمن نہ سمجھا، جب موقع ملا مخالفوں سے بھی حسن سلوک فرمایا، قومی مفاد کے کاموں میں مخالفوں سے تعاون بھی کیا اور ان سے تعاون حاصل کرنے کی کوشش بھی فرمائی۔ اگر کسی مخالف کی کسی مشکل یا تکلیف کا علم ہوا تو اس کی ہر ممکن مدد فرمائی۔ ایسی مثالیں بھی ریکارڈ میں ہیں کہ مدت العمر مخالفت میں زندگی گزارنے والے ایسے مخالف جو اپنی مخالفت میں تمام حدود کو تجاوز کر جاتے تھے جب آخری عمر میں بیمار اور محتاج ہوئے تو حضور کی ہدایت پر حضور کے معالج خاص ان کا علاج کرتے رہے اور حضور کی طرف سے ان کی ادویات بھی مہیا کی جاتیں۔

اولوالعزمی و شوکت

آپ دن رات مسلسل محنت پر یقین رکھتے تھے۔ آپ کے ساتھ کام کرنے والے آپ کی قوتِ عمل سے حیران رہ جاتے تھے۔ سارے دن کی طویل مصروفیت کے بعد دن بھر کے کاموں کی رپورٹ اور دوسری ڈاک دیکھنے کا کام شروع ہوجاتا۔ روزانہ ڈاک میں آپ کو سینکڑوں خطوط ملتے جن میں گھریلو معاملات کے متعلق مشورے طلب کئے جاتے، علمی و عملی مشکلات میں راہنمائی حاصل کی جاتی، غرضیکہ افرادِ جماعت آپ کو اپنے وسیع کنبہ کا سربراہ سمجھتے ہوئے ہر بات آپ کے علم میں لانا موجب برکت گردانتے۔ بچوں کا نام رکھوانے کے لئے، کاروبار شروع کرتے ہوئے بلکہ باہر سفر پر جاتے ہوئے آپ کی خدمت میں خط لکھ کر برکت حاصل کی جاتی۔ آپ کے خطوط میں جماعت پر اعتراضات بھی ہوتے، انتظامی امور بھی ہوتے، تعبیر طلب خوابیں بھی ہوتیں، جماعت کی ترقی کے لئے مشورے بھی ہوتے، غرض یہ ایک الگ عالَم تھا جس کا کوئی ایسا شخص جس نے یہ نظارہ خود نہ دیکھا ہو پوری طرح اندازہ و تصوّر بھی نہیں کرسکتا۔ یہ بتانے کی تو ضرورت نہیں کہ رات کا آخری حصہ دعاؤں اور عبادات کے لئے وقف ہوتا۔ آپ کو قریب سے دیکھنے والے تو آپ کی زندگی کو مسلسل عبادت سمجھتے تھے کیونکہ تلاوت بھی معمولاً بہت لمبی ہوتی تھی۔ نمازوں کی امامت کے لئے مسجد میں جانے کی وجہ سے یہ ایک مستقل مصروفیت تھی جو کافی وقت کا تقاضا کرتی تھی۔ [5]

---

(1)......سلسلہ احمدیہ جلد 1 صفحہ 25۔(2)......اشتہار 20 فروری 1886ء۔ مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 100-103 مطبوعہ لندن۔(3)...... مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 113۔(4)......سلسلہ احمدیہ جلد اوّل صفحہ 26-27۔(5)......سوانح فضلِ عمرؓ جلد 5 صفحہ 1-9

☆......☆......☆

اسلام اور سائنس

قرآنِ کریم کی روشنی میں علم الکائنات کا تعارف

راشد مبشر طلحہ-یوکے

ساتویں صدی عیسوی میں دنیا اخلاقی اور علمی جہالت میں گھری ہوئی تھی اور شرک اور بے حیائی نے انسان کو اپنے خالقِ حقیقی سے بہت دُور کر دیا تھا۔ ایسے نازک دَور میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر دینی و دنیاوی علوم کا ذخیرہ یعنی قرآنِ مجید کو انسانیت کی راہنمائی کے لئے نازل کیا۔ نزول کے لحاظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے پہلا حکم یہ دیا گیا کہ 'پڑھ اپنے ربّ کے نام کے ساتھ۔' غرض حصولِ علم ایک مسلمان کی زندگی کا اہم حصہ قرار دے دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔

قرآنِ مجید میں سورۃ آلِ عمران آیت 192 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ﴿اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِھِمْ **وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ**۔ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ ھٰذَا بَاطِلًا۔ سُبْحٰنَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ وہ لوگ جو اللہ کو یاد کرتے ہیں کھڑے ہوئے بھی اور بیٹھے ہوئے بھی اور اپنے پہلوؤں کے بل بھی اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور وفکر کرتے رہتے ہیں۔ (اور بے ساختہ کہتے ہیں) اے ہمارے ربّ! تُو نے ہرگز یہ بے مقصد پیدا نہیں کیا۔ پاک ہے تُو۔ پس ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔﴾ اس آیت میں ہمیں خاص طور پر آسمانوں اور زمین کی تخلیق کے بارہ میں غور اور فکر کرنے کی ترغیب دلائی گی ہے۔

اِس مضمون میں نہایت اختصار کے ساتھ قرآن کریم کی آیات کی روشنی میں علم الکائنات یعنی Cosmology کا تعارف کروانا اور یہ بات واضح کرنا مقصود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے 1400 سال قبل ہی قرآن کریم کے ذریعہ سے ہمیں وہ باتیں بتا دی تھیں جن کی تصدیق آج ہو رہی ہے۔

Cosmology کی اہمیت کا اندازہ مندرجہ بالا آیت سے کیا جاسکتا ہے جس میں خاص طور پر آسمانوں اور زمین کی پیدائش پر غور وفکر کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ اسی طرح کئی اَور مقامات پر بھی سورج اور چاند کو خاص نشانوں کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ چنانچہ سورۃ حٰم السجدۃ کی آیت نمبر 38 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَ مِنْ اٰیٰتِہِ الَّیْلُ وَ النَّھَارُ وَالشَّمْسُ وَ الْقَمَرُ۔ ترجمہ: اور اُس کے نشانات میں سے رات اور دن اور سورج اور چاند ہیں۔﴾

پھر سورۃ آلِ عمران کی آیت نمبر 191 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ﴿اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّھَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ یقیناً آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات اور دن کے ادلنے بدلنے میں صاحب عقل لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں۔﴾

اِس مضمون پر اگر غور کیا جائے تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ سترہویں صدی میں جب نیوٹن (Newton) نے اپنا کشش ثقل (Graviation) کا نظریہ پیش کیا تو اس کی دریافت کی بنیاد چاند کا زمین کی گردش کرنے اور دیگر سیاروں کا ایک منظّم طریق پر سورج کی گردش کرنے پر تھی۔ اس طرح قدرت کی چار بنیادی طاقتوں میں سے سب سے پہلے باقاعدہ طور پر پیش ہونے والی قوّت

یعنی کشش ثقل کی سائنسی دریافت اس بات کی تصدیق کرنے والی ہوئی کہ ہماری کائنات ایک منظم نظام کے تحت چل رہی ہے جیسا کہ قرآنِ مجید نے آج سے چودہ سو سال پہلے ہی بتا دیا تھا۔ اس بارہ میں قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ مزید فرماتا ہے کہ ﴿لَا الشَّمْسُ يَنۢبَغِيْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَ لَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ۔ وَ كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ۔ سورج کی دسترس میں نہیں کہ چاند کو پکڑ سکے اور نہ ہی رات دن سے آگے بڑھ سکتی ہے اور سب کے سب (اپنے اپنے) مدار پر رواں دواں ہیں (سورۃ یٰس آیت 41)﴾۔ موجودہ دَور کے مشہور ترین سائنسدان البرٹ آئن سٹائن (Albert Einstein) نے جب دنیا کے سامنے **کششِ ثقل کا نیا نظریہ** پیش کیا تو اس کی تصدیق سورج گرہن کے دوران ستاروں سے آنے والی روشنی کے حساب سے ہی کی گئی۔ اور حالیہ سائنسی تجربات و نظریات کی تخلیق و تصدیق میں یہ نہایت اہمیت کی حامل ہے۔ گویا ایک بار پھر جب علم کے طالب انسان نے قدرت کے اصولوں سے مزید آگاہی حاصل کی تو اس سے قرآنی تعلیم کی تصدیق ہی ہوئی کہ آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں صاحب عقل لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں۔ پس قرآن کریم علم کے ہر میدان پر روشنی ڈالتا ہے اور مثالوں سے ہماری راہنمائی کرتا ہے۔

علم الکائنات کا ایک بڑا حصہ تخلیقِ کائنات سے تعلق رکھتا ہے۔ اس بارہ میں سائنسدان موجودہ شواہد کی بنا پر انفجارِ عظیم یعنی Big Bang کے ایک نظریہ کی خاص طور پر حمایت کرتے ہیں۔ اس نظریہ کے مطابق ہماری کائنات کی پیدائش ایک زبردست دھماکے کے ساتھ ہوئی جس کے بعد ترقی کے مختلف ادوار سے گزرتے ہوئے کائنات اپنی موجودہ حالت میں پہنچی اور مسلسل وسیع ہو رہی ہے یا پھیل رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں Big Bang کے بارہ میں فرماتا ہے کہ ﴿اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا۔ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ۔ اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ (سورۃ الانبیاء: 31) کیا انہوں نے دیکھا نہیں جنہوں نے کفر کیا کہ آسمان اور زمین دونوں مضبوطی سے بند تھے پر ہم نے اُن کو پھاڑ کر الگ کر دیا اور ہم نے پانی سے ہر زندہ چیز پیدا کی۔ تو کیا وہ ایمان نہیں لائیں گے؟﴾ کائنات کے وسیع ہونے کے بارہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ﴿وَ السَّمَآءَ بَنَيْنٰهَا بِاَيْىدٍ وَّ اِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ (سورۃ الذّاریات: 48) اور ہم نے آسمان کو ایک خاص قدرت سے بنایا اور یقیناً ہم وسعت دینے والے ہیں۔﴾

اس جگہ یہ امر توجہ طلب ہے کہ موجودہ سائنسی ترقی اور مشاہدات سے تقریباً 1400 سال پہلے ہی اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں تخلیقِ کائنات اور اس کی ترقی کے مختلف مراحل میں سے گزرنے کے بارہ میں تفصیل سے بیان کر دیا تھا۔ چنانچہ سورۃ الاعراف کی آیت نمبر 55 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ۔ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا وَّ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ وَ النُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍ بِاَمْرِهٖ (الاعراف: 55) یقیناً تمہارا ربّ وہ اللہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا پھر اس نے عرش پر قرار پکڑا وہ رات سے دن کو ڈھانپ دیتا ہے جبکہ وہ اسے جلد طلب کر رہا ہوتا ہے۔ اور سورج اور چاند اور ستارے (پیدا کئے) جو اس کے حکم سے مسخر کئے گئے ہیں۔﴾

غرض قرآنِ کریم تمام تر علوم و نصائح کا وہ انمول صحیفہ ہے جس پر غور اور فکر کر کے انسان درست سمت میں چل کر اپنے علم میں اضافہ کر سکتا ہے۔

پس بحیثیت وقفِ نو اَب یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم ہمیشہ قرآنِ مجید کے پڑھنے اور سمجھنے کی طرف توجہ کریں تا کہ اللہ تعالیٰ ہمارے علم میں اضافہ کرے اور ہم قرآنِ مجید کی فضیلت دنیا کے سامنے پیش کر سکیں۔ اور یہ حقیقت ہے کہ دنیا کا کوئی علم نہیں جس کا ذکر قرآن کریم میں نہ ہو۔ قرآنِ کریم کی متعدد آیات میں سے چند آیات پیش کی گئی ہیں جن سے یہ بات یقینی طور پر ثابت ہوتی ہے کہ قرآنِ کریم سائنسی علوم کے حصول اور عجائباتِ قدرت پر غور و فکر کرنے پر باقی تمام الہامی کتب سے زیادہ زور دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآنِ مجید کو صحیح طور پر سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

☆......☆......☆

ہمارا نظامِ شمسی

زمین کی طرح آٹھ مزید سیارے ہیں جو سورج کے گرد اپنے مخصوص مداروں میں محوِ گردش ہیں۔ ہر سیارے سے متعلقہ چاند بھی ہیں۔ تو سیاروں، ایک سورج اور متعدد چاندوں پر مشتمل یہ نظام نظامِ شمسی کہلاتا ہے۔ سیّاروں کے نام یہ ہیں: عُطارِد (Mercury)، زہرہ (Venus)، زمین (Earth)، مریخ (Mars)، مشتری (Jupiter)، زحل (Saturn)، یورینس (Uranus) اور نیپچون (Neptune)۔ اس کے علاوہ شہبِ ثاقبہ بھی اس نظام کا حصہ ہیں۔ جو مریخ و مشتری کے درمیان ایک بیلٹ کی صورت میں سورج کے گرد محوِ گردش ہیں۔ یہ تعداد میں بہت زیادہ ہیں اور سائز میں کچھ انچ سے لے کر کچھ ہزار فٹ تک قطر کے ہیں۔ یہ زمین کی قوّتِ کشش کی وجہ سے اس کی فضا میں داخل ہوتے ہیں اور اگر ایسا رات کے وقت ہو تو یہ قابلِ مشاہدہ بھی ہوتے ہیں۔ **پلوٹو (Pluto) 1930ء سے 2006ء تک نظامِ شمسی کے نویں سیارے کے طور پر جانا جاتا رہا ہے۔ لیکن 2006ء میں اس کی ایک شمسی سیارے سے تنزلی کر کے ایک بونے سیارے کا درجہ دیا گیا ہے۔**

تاریخِ اسلام

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے وقت عرب کی حالت

بت پرستی

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس زمانہ میں پیدا ہوئے اُس زمانہ کے حالات کو بھی آپؐ کے حالات کا ایک حصہ ہی سمجھنا چاہئے۔ کیونکہ اِسی پس پردہ کو مدّنظر رکھ کر آپؐ کی زندگی کے حالات کی حقیقت کو انسان اچھی طرح سمجھ سکتا ہے۔ آپؐ ملّہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔

اُن کو حل کرنے کی طرف اُن کا ذہن کبھی گیا ہی نہیں تھا کیونکہ کوئی موحّد معلم ان کو نہیں ملا تھا۔ جب شرک کسی قوم میں شروع ہو جاتا ہے تو پھر بڑھتا ہی چلا جاتا ہے ایک سے دو بنتے ہیں اور دو سے تین۔ چنانچہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے وقت خانہ کعبہ میں (جو اب مسلمانوں کی مقدس مسجد ہے

اور آپ کی پیدائش شمسی حساب سے اگست 570ء میں بنتی ہے۔ (لائف آف محمد مؤلفہ میور مطبوعہ 1857ء) آپؐ کی پیدائش پر آپؐ کا نام محمدؐ رکھا گیا جس کے معنے تعریف کئے گئے کے ہیں۔ جب آپ پیدا ہوئے اُس وقت تمام کا تمام عرب سوائے چند مستثنیات کے مُشرک تھا۔ یہ لوگ اپنے آپ کو ابراہیمؑ کی نسل میں سے قرار دیتے تھے اور یہ بھی مانتے تھے کہ ابراہیمؑ مشرک نہیں تھے۔ لیکن اِس کے باوجود وہ شرک کرتے تھے اور دلیل یہ دیتے تھے کہ بعض انسان ترقی کرتے کرتے خدا تعالیٰ کے ایسے قریب ہوگئے ہیں کہ اُن کی شفاعت خدا تعالیٰ کی درگاہ میں ضرور قبول کی جاتی ہے۔ اور چونکہ خدا تعالیٰ کا وجود بہت بلند شان ہے، اُس تک پہنچنا ہر ایک انسان کا کام نہیں۔ کامل انسان ہی اُس تک پہنچ سکتے ہیں۔ اس لئے عام انسانوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ کوئی نہ کوئی وسیلہ بنائیں۔ اور اس وسیلہ کے ذریعے سے خدا تعالیٰ کی رضا مندی اور امداد حاصل کریں۔ اس عجیب وغریب عقیدہ کی رو سے وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو موحّد مانتے ہوئے اپنے لئے شرک کا جواز بھی پیدا کر لیتے تھے۔ ابراہیمؑ بڑا پاکباز تھا۔ وہ خدا کے پاس براہ راست پہنچ سکتا تھا مگر ملّہ کے لوگ اس درجہ کے نہیں تھے۔ اس لئے انہیں بعض بڑی ہستیوں کو وسیلہ بنانے کی ضرورت تھی۔ جس غرض کے حصول کے لئے وہ ان ہستیوں کے بُتوں کی عبادت کرتے تھے۔ اور اس طرح بخیالِ خود اُن کو خوش کر کے خدا تعالیٰ کے دربار میں اپنا وسیلہ بنا لیتے تھے۔ اس عقیدہ میں جو نقائص اور بے جوڑ حصے ہیں

اور حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل علیہما السلام کا بنایا ہوا عبادت خانہ ہے) مؤرخین کے قول کے مطابق تین سَو ساٹھ (360) بُت تھے۔ (بخاری کتاب الغازی باب فتح مکہ وزرقانی جلد2 صفحہ 334) گویا قمری مہینوں کے لحاظ سے ہر دن کے لئے ایک علیحدہ بُت تھا۔ اِن بُتوں کے علاوہ اِردگرد کے علاقوں کے بڑے بڑے قصبات میں اور بڑی بڑی اقوام کے مراکز میں علیحدہ بُت تھے۔ گویا عرب کا چپہ چپہ شرک میں مبتلا ہو رہا تھا۔ عرب لوگوں میں زبان کی تہذیب اور اصلاح کا خیال بہت زیادہ تھا۔ انہوں نے اپنی زبان کو زیادہ سے زیادہ علمی بنانے کی کوشش کی۔ مگر اس کے سوا اُن کے نزدیک علم کے کوئی معنی نہ تھے۔ تاریخ، جغرافیہ، حساب وغیرہ علوم میں سے کوئی ایک علم بھی وہ نہ جانتے تھے۔ ہاں بوجہ صحراء کی رہائش اور اس میں سفر کرنے کے علمِ ہیئت کے ماہر تھے۔ سارے عرب میں ایک مدرسہ بھی نہ تھا۔ ملّہ مکرمہ میں کہا جاتا ہے کہ صرف چند گنتی کے آدمی پڑھنا لکھنا جانتے تھے۔ اَخلاقی لحاظ سے عرب ایک عجیب متضاد قوم تھی۔ اُن میں بعض نہایت ہی خطرناک گناہ پائے جاتے تھے اور بعض ایسی نیکیاں بھی پائی جاتی تھیں کہ جو اُن کی قوم کے معیار کو بہت بلند کر دیتی تھیں۔

شراب نوشی اور قمار بازی

عرب شراب کے سخت عادی تھے اور شراب کے نشہ میں بے ہوش ہو جانا یا بکواس کرنے لگنا اُن کے نزدیک عیب نہیں بلکہ خوبی تھا۔ ایک شریف آدمی کی

شرافت کی علامتوں میں سے یہ بھی تھا کہ وہ اپنے دوستوں اور ہمسایوں کو خوب شراب پلائے ۔امراء کے لئے دن کے پانچ وقتوں میں شراب کی مجلسیں لگانا ضروری تھا۔جؤا اُن کی قومی کھیل تھا مگر اُس کو انہوں نے ایک فن بنالیا تھا۔وہ جؤا اس لئے کھیلتے تھے کہ اپنے اموال کو بڑھائیں بلکہ جوئے کو انہوں نے سخاوت اور بڑائی کا ذریعہ بنارکھا تھا۔مثلاً جؤا کھیلنے والوں میں یہ معاہدہ ہوتا تھا کہ جو جیتے وہ جیتے ہوئے مال سے اپنے دوستوں اور اپنی قوم کی دعوتیں کرے۔جنگوں کے موقع پر جوئے کو ہی روپیہ جمع کرنے کا ذریعہ بنایا جاتا تھا۔ جنگ کے ایام میں آجکل بھی لاٹری کا رواج بڑھ رہا ہے مگر یورپ اور امریکہ کے لاٹری بازوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ اس ایجاد کا سہرا عربوں کے سر ہے۔ جب کبھی جنگ ہوتی تھی تو عرب قبائل آپس میں جوا کھیلتے تھے اور جو جیتتا تھا وہ جنگ کے اکثر اخراجات اُٹھاتا تھا۔غرض دنیا کی آسائشوں اور سہولتوں سے محروم ہونے کا بدلہ عربوں نے شراب اور جوئے سے لیا تھا۔

تجارت

عرب لوگ تاجر تھے اور اُن کے تجارت کے قافلے دُور دُور تک جاتے تھے۔ایبے سینیا (Abyssinia) سے بھی وہ تجارت کرتے تھے۔اور شام اور فلسطین سے بھی وہ تجارت کرتے تھے۔ہندوستان سے بھی ان کے تجارتی تعلقات تھے۔ان کے امراء ہندوستان کی بنی ہوئی تلواروں کی خاص قدر کرتے تھے۔کپڑا زیادہ تر یمن اور شام سے آتا تھا۔یہ تجارتیں عرب کے شہروں کے ہاتھ میں تھیں۔بقیہ عرب سوائے یمن اور بعض شمالی علاقوں کے بدوی زندگی بسر کرتے تھے۔نہ اُن کے کوئی شہر تھے نہ اُن کی کوئی بستیاں تھیں۔ صرف قبائل نے ملک کے علاقے تقسیم کر لئے تھے۔اِن علاقوں میں وہ چکر کھاتے پھرتے تھے۔جہاں کا پانی ختم ہوجاتا تھا وہاں سے چل پڑتے تھے اور جہاں پانی مل جاتا تھا وہاں ڈیرے ڈال دیتے تھے۔بھیڑ، بکریاں، اُونٹ اُن کی پونجی ہوتے تھے اُن کی صوف اور اُون سے کپڑے بناتے تھے۔اُن کی کھالوں سے خیمے تیار کرتے اور جو حصہ بچ جاتا اُسے منڈیوں میں لے جا کر بیچ ڈالتے تھے۔

عرب کے دیگر حالات وعادات وخصائل

سونے چاندی سے وہ نا آشنا تو نہ تھے مگر سونا اور چاندی ان کے لئے ایک نہایت ہی کم یاب جنس تھی۔حتی کہ اُن کے عوام اور غرباء میں زیورات کوڑیوں اور خوشبودار مصالحوں سے بنائے جاتے تھے۔لونگوں اور خربوزوں اور ککڑیوں وغیرہ کے بیجوں اور اسی قسم کی اَور چیزوں سے وہ ہار تیار کرتے اور اُن کی عورتیں یہ ہار پہن کر زیوروں سے مستغنی ہوجاتی تھیں۔فسق وفجور کثرت سے تھا۔چوری کم تھی مگر ڈاکہ بے انتہاء تھا۔ایک دوسرے کو لُوٹ لینا وہ ایک قومی حق سمجھتے تھے مگر اس کے ساتھ ہی قول کی پاسداری جتنی عربوں میں ملتی ہے اتنی اور کسی قوم میں نہیں ملتی۔اگر کوئی شخص کسی طاقتور آدمی یا قوم کے پاس آکر کہہ دیتا کہ میں تمہاری پناہ میں آ گیا ہوں تو اُس شخص یا اُس قوم کے لئے ضروری ہوتا تھا کہ وہ اُس کو پناہ دے۔اگر وہ قوم اُسے پناہ نہ دے تو سارے عرب میں وہ ذلیل ہوجاتی تھی۔شاعروں کو بہت بڑا اقتدار حاصل تھا۔وہ گویا قومی لیڈر سمجھے جاتے تھے۔لیڈروں کے لئے زبان کی فصاحت اور اگر ہو سکے تو شاعر ہونا نہایت ضروری تھا۔مہمان نوازی انتہاء درجہ تک پہنچی ہوئی تھی۔ جنگل میں بھولا بھٹکا مسافر اگر کسی قبیلہ میں پہنچ جاتا اور کہتا کہ میں تمہارا مہمان آیا ہوں تو وہ بے دریغ بکرے اور دنبے اور اُونٹ ذبح کر دیتے تھے۔اُن کے لئے مہمان کی شخصیت میں کوئی دلچسپی نہ تھی۔مہمان کا آجانا ہی اُن کے نزدیک قوم کی عزت اور احترام کو بڑھانے والا تھا اور قوم پر فرض ہوجاتا تھا کہ اُس کی عزت کر کے اپنی عزت کو بڑھائے۔عورتوں کو کوئی حقوق اُس قوم میں حاصل نہیں تھے۔بعض قبائل میں یہ عزت کی بات سمجھی جاتی تھی کہ باپ اپنی لڑکی کو مار ڈالے۔مؤرخین یہ بات غلط لکھتے ہیں کہ سارے عرب میں لڑکیوں کو مارنے کا رواج تھا۔ یہ رواج تو طبعی طور پر سارے ملک میں نہیں ہو سکتا کیونکہ سارے ملک میں یہ رواج جاری ہوجائے تو پھر اُس ملک کی نسل کس طرح باقی رہ سکتی ہے۔اصل بات یہ ہے کہ عرب اور ہندوستان اور دوسرے ممالک میں جہاں جہاں بھی یہ رواج پایا جاتا ہے اِس کی صورت یہ ہوا کرتی ہے کہ بعض خاندان اپنے آپ کو بڑا سمجھ کر یا بعض خاندان اپنے آپ کو ایسی مجبوریوں میں مبتلا دیکھ کر کہ اُن کی لڑکیوں کے لئے اُن کی شان کے مطابق رشتے نہیں ملیں گے لڑکیوں کو مار دیا کرتے ہیں۔اِس رواج کی بُرائی اُس کے ظلم میں ہے نہ اِس امر میں کہ ساری قوم میں سے لڑکیاں مٹا دی جاتی ہیں۔عربوں کی بعض قوموں میں تو لڑکیاں مارنے کا طریقہ یوں رائج تھا کہ وہ لڑکی زندہ دفن کر دیتے تھے۔اور بعض میں اس طرح کہ وہ اُس کا گلا گھونٹ دیتے تھے۔اور بعض اَور طریقوں سے ہلاک کر دیتے تھے۔اصلی ماں کے سوا دوسری ماؤں کو عرب لوگ ماں نہیں سمجھتے تھے اور اُن سے شادیاں کرنے میں حرج نہیں سمجھتے تھے۔ چنانچہ باپ کے مرنے کے بعد کئی لڑکے اپنی سوتیلی ماؤں سے بیاہ کر لیتے تھے۔کثرتِ ازدواج عام تھی۔کوئی حد بندی نکاحوں کی نہیں ہوتی تھی۔ایک سے زیادہ بہنوں سے بھی ایک شخص شادی کر لیتا تھا۔لڑائی میں سخت ظلم کرتے تھے جہاں بغض بہت زیادہ ہوتا تھا، زخمیوں کے پیٹ چاک کر کے اُن کے کلیجے چبا جاتے تھے۔ناک کان کاٹ دیتے تھے۔آنکھیں نکال دیتے تھے۔غلامی کا

باقی صفحہ 28پر ملاحظہ فرمائیں

23 مارچ - یوم مسیح موعود علیه الصلوٰة و السلام

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی سیرتِ طیّبہ کے چند پہلو

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے رضی اللہ عنہ نے اپنی زندگی کے آخری سالوں میں جماعت احمدیہ کے سالانہ جلسہ کے موقع پر ''ذکرِ حبیب'' کے عنوان کے تحت بانیٔ سلسلہ احمدیہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کی سیرت کے مختلف پہلو اور حضور کی زندگی کے چیدہ چیدہ واقعات نہایت اچھوتے انداز میں بیان فرمائے تھے۔آپ رضی اللہ عنہ کی تصنیف بعنوان ''سیرتِ طیبہ'' میں سے چند واقعات کا انتخاب ہدیۂ قارئین ہے۔اس دعا کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو آپؑ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

محبتِ الٰہی

☆......حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دل میں خدا کی محبت اتنی رچی ہوئی اور اتنا غلبہ پائے ہوئے تھی کہ اس کے مقابل پر ہر دوسری محبت ہیچ تھی اور آپؑ اس ارشادِ نبوی کا کامل نمونہ تھے کہ اَلْحُبُّ فِی اللّٰہِ وَالْبُغْضُ فِی اللّٰہِ (ابوداؤد و مسند احمد) یعنی سچے مومن کی ہر محبت اور ہر ناراضگی خدا کی محبت اور خدا کی ناراضگی کے تابع اور اُسی کے واسطے سے ہوتی ہے۔

چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ اپنی ایک فارسی نظم میں خدا کی حقیقی محبت کا پیمانہ ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں کہ ؎

ہر چہ غیرِ خدا بخاطرِ تُست
آں بُتِ تُست اے بایماں سست

پُر حذر باش زیں بُتانِ نہاں
دامنِ دل زِ دستِ شاں برہاں

یعنی جو چیز بھی خدا کے سوا تیرے دل کا ایک بُت ہے تجھے چاہئے کہ ان مخفی بتوں کی طرف سے ہوشیار رہ اور اپنے دِل کے دامن کو ان بتوں کی دست بُرد سے بچا کر رکھ۔

....

محبت قرآن مجید

☆......قرآن مجید سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس کے بے نظیر معنوی اور ظاہری محاسن کی وجہ سے بے حد عشق تھا۔مگر باوجود اس کے قرآنی محبت کی اصل بنیاد بھی خدا ہی کی محبت پر قائم تھی۔فرماتے ہیں:

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

''یعنی قرآن کی خوبیاں تو ظاہر و عیاں ہیں مگر اس کے ساتھ میری محبت کی اصل بنیاد اس بات پر ہے کہ اے میرے آسمانی آقا! وہ تیری طرف سے آیا ہوا مقدس صحیفہ ہے جسے بار بار چومنے اور اس کے ارد گرد طواف کرنے کے لئے میرا دل بے چین رہتا ہے۔'' (سیرۃ المہدی حصہ دوم)

ایک صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پالکی میں بیٹھ کر قادیان سے بٹالہ تشریف لے جا رہے تھے (اور یہ سفر پالکی کے ذریعہ قریباً پانچ گھنٹے کا تھا) حضرت مسیح موعودؑ نے قادیان سے نکلتے ہی اپنی حمائل شریف کھول لی اور سورۂ فاتحہ کو پڑھنا شروع کیا اور برابر پانچ گھنٹے تک اسی سورۃ کو اس استغراق کے ساتھ پڑھتے رہے کہ گویا وہ ایک وسیع سمندر ہے جس کی گہرائیوں میں آپ اپنے ازلی محبوب کی محبت و رحمت کے

موتیوں کی تلاش میں غوطے لگا رہے ہیں۔ (سیرۃ المہدی حصّہ دوم)

عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

☆......ایک دفعہ بالکل گھریلو ماحول کی بات ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی طبیعت کچھ ناساز تھی اور آپؑ گھر میں چار پائی پر لیٹے ہوئے تھے اور حضرت امّاں جان نَوَّرَ اللہ مَرقَدَہَا اور ہمارے نانا جان یعنی حضرت میر ناصر نواب صاحب مرحوم بھی پاس بیٹھے تھے کہ حج کا ذکر شروع ہو گیا۔ حضرت نانا جان نے کوئی ایسی بات کہی کہ اَب تو حج کے لئے سفر اور رستے وغیرہ کی سہولت پیدا ہو رہی ہے حج کو چلنا چاہئے۔ اس وقت زیارتِ حرمین شریفین کے تصوّر میں حضرت مسیح موعودؑ کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں اور آپؑ اپنے ہاتھ کی اُنگلی سے اپنے آنسو پونچھتے جاتے تھے۔ حضرت نانا جان کی بات سُن کر فرمایا:

"یہ تو ٹھیک ہے اور ہماری بھی دلی خواہش ہے مگر مَیں سوچا کرتا ہوں کہ کیا مَیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار کو دیکھ بھی سکوں گا؟"

یہ ایک خالصۃً گھریلو ماحول کی بظاہر چھوٹی سی بات ہے لیکن اگر غور کیا جائے تو اس میں اس اتھاہ سمندر کی طغیانی لہریں کھیلتی ہوئی نظر آتی ہیں جو **عشقِ رسولؐ** کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کے قلبِ صافی میں موجزن تھیں۔ حج کی کس سچے مسلمان کو خواہش نہیں مگر ذرا اُس شخص کی بے پایاں محبت کا اندازہ لگاؤ جس کی روح حج کے تصوّر میں پروانہ وار رسول پاکؐ (فداہ نفسی) کے مزار پر پہنچ جاتی ہے اور وہاں اس کی آنکھیں اِس نظارہ کی تاب نہ لا کر بند ہونی شروع ہو جاتی ہیں۔

محبت آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم

☆......رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسی عشق کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آپ کی آل و اولاد اور آپؐ کے صحابہؓ کے ساتھ بھی بے پناہ محبت تھی۔ چنانچہ ایک دفعہ جب محرّم کا مہینہ تھا اور حضرت مسیح موعودؑ اپنے باغ میں ایک چار پائی پر لیٹے ہوئے تھے آپؑ نے ہماری ہمشیرہ مبارکہ بیگم سلّمہا اور ہمارے بھائی مبارک احمد مرحوم کو جو سب بہن بھائیوں میں چھوٹے تھے اپنے پاس بلایا اور فرمایا: "آؤ مَیں تمہیں محرّم کی کہانی سُناؤں"۔ پھر آپؑ نے بڑے دردناک انداز میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے واقعات سنائے۔ آپؑ یہ واقعات سناتے جاتے تھے اور آپؑ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور آپؑ اپنی انگلیوں کے پوروں سے اپنے آنسو پونچھتے جاتے تھے۔ اِس دردناک کہانی کو ختم کرنے کے بعد آپؑ نے بڑے کرب کے ساتھ فرمایا:

"یزید پلید نے یہ ظلم ہمارے نبی کریمؐ کے نواسے پر کروایا۔ مگر خدا نے بھی ان ظالموں کو بہت جلد اپنے عذاب میں پکڑ لیا۔"

اس وقت آپؑ پر عجیب کیفیت طاری تھی اور اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے جگر گوشہ کی المناک شہادت کے تصوّر سے آپؑ کا دل بہت بے چین ہو رہا تھا اور یہ سب کچھ رسولِ پاکؐ کے عشق کی وجہ سے تھا۔ چنانچہ اپنی ایک نظم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں:

تیرے منہ کی ہی قسم میرے پیارے احمدؐ
تیری خاطر سے یہ سب بار اُٹھایا ہم نے
تیری اُلفت سے ہے معمور مرا ہر ذرّہ
اپنے سینہ میں یہ اِک شہر بسایا ہم نے

شفقت علیٰ خلق اللہ

☆......شفقت علیٰ خلقِ اللہ کے تعلق میں سب سے پہلے میرے سامنے وہ مقدّس عہد آتا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام خدائی حکم کے ماتحت ہر بیعت کرنے والے سے لیتے تھے اور اسی پر جماعتِ احمدیہ کی بنیاد قائم ہوئی۔ یہ عہد دس شرائطِ بیعت کی صورت میں شائع ہو چکا ہے اور گویا یہ احمدیت کا بنیادی پتھر ہے۔ اس عہد کی شرط نمبر 4 اور شرط نمبر 9 کے ماتحت حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں کہ ہر بیعت کرنے والا عہد کرے کہ "عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا۔ نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اَور طرح۔" اور "عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض لِلّٰہ مشغول رہے گا۔ اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچائے گا۔"

یہ وہ عہدِ بیعت ہے جو احمدیت میں داخل ہونے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدائی حکم کے ماتحت مقرر فرمایا اور جس کے بغیر کوئی احمدی سچّا احمدی نہیں سمجھا جا سکتا۔ اب مقامِ غور ہے کہ جو شخص اپنی بیعت اور اپنے روحانی تعلق کی بنیاد ہی اِس بات پر رکھتا ہے کہ بیعت کرنے والا تمام مخلوق کے ساتھ دلی ہمدردی اور شفقت کا سلوک کرے گا اور اُسے ہر جہت سے فائدہ پہنچانے کے لئے کوشاں رہے گا اور اُسے کسی نوع کی تکلیف نہیں دے گا۔ اُس کا اپنا نمونہ اِس بارے میں کیسا اعلیٰ اور کیسا شاندار ہونا چاہئے۔ اور خدا کے فضل سے ایسا ہی تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بار ہا فرمایا کرتے تھے کہ میں کسی شخص کا دشمن نہیں ہوں اور میرا دل ہر انسان اور ہر قوم کی ہمدردی سے معمور ہے۔ چنانچہ ایک جگہ فرماتے ہیں:

"مَیں تمام مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں اور آریوں پر یہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ دنیا میں کوئی میرا دشمن نہیں ہے۔ مَیں بنی نوع انسان سے ایسی

محبت کرتا ہوں کہ جیسے والدۂ مہربان اپنے بچّوں سے بلکہ اس سے بڑھ کر۔ مَیں صرف اُن باطل عقائد کا دشمن ہوں جن سے سچّائی کا خون ہوتا ہے۔ انسان کی ہمدردی میرا فرض ہے اور جھوٹ اور شرک اور ظلم اور ہر ایک بدعملی اور ناانصافی اور بداخلاقی سے بیزاری میرا اُصول۔"

☆......آپؑ کی زندگی کا ہر لمحہ مخلوقِ خدا کی ہمدردی میں گزرتا تھا اور دیکھنے والے حیران ہوتے تھے کہ خدا کا یہ بندہ کیسے ارفع اخلاق کا مالک ہے کہ اپنے دشمنوں تک کے لئے حقیقی ماؤں کی سی تڑپ رکھتا ہے۔ چنانچہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب جو آپؑ کے مکان ہی کے ایک حصّہ میں رہتے تھے اور بڑے ذہین اور نکتہ رس بزرگ تھے، روایت کرتے ہیں کہ جن دنوں پنجاب میں طاعون کا دَور دَورہ تھا اور بے شمار آدمی ایک ایک دن میں اِس موذی مرض کا شکار ہو رہے تھے انہوں نے ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو علیحدگی میں دعا کرتے سنا اور یہ نظارہ دیکھ کر محوِ حیرت ہو گئے۔ حضرت مولوی صاحب کے الفاظ یہ ہیں کہ

"اِس دعا میں آپؑ کی آواز میں اِس قدر درد اور سوزش تھی کہ سُننے والے کا پتہ پانی ہوتا تھا۔ اور آپؑ اِس طرح آستانہ الٰہی پر گر یہ وزاری کر رہے تھے کہ جیسے کوئی عورت دردِ زِہ سے بے قرار ہو۔ مَیں نے غور سے سنا تو آپؑ مخلوقِ خدا کے واسطے طاعون کے عذاب سے نجات کے لئے دعا فرما رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ 'الٰہی! اگر یہ لوگ طاعون کے عذاب سے ہلاک ہو گئے تو پھر تیری عبادت کون کرے گا'۔"

ذرا غور کرو کہ آپؑ کے مخالفوں پر ایک عذابِ الٰہی نازل ہو رہا ہے اور عذاب الٰہی بھی وہ جو ایک خدائی پیشگوئی کے مطابق آپؑ کی صداقت میں ظاہر ہوا ہے اور پیشگوئی بھی ایسی جس کے ٹلنے سے جلد باز لوگوں کی نظر میں آپ کی صداقت مشکوک ہو سکتی ہے۔ مگر پھر بھی آپؑ مخلوقِ خدا کی ہلاکت کے خیال سے بے چین ہوئے جاتے ہیں اور خدا کے سامنے تڑپ تڑپ کر عرض کرتے ہیں کہ خدایا! تُو رحیم وکریم ہے تُو اپنی مخلوق کو اِس عذاب سے بچالے اور ان کے ایمان کی سلامتی کے لئے اپنی جناب سے کوئی اَور رستہ کھول دے۔

☆......ہمارے بڑے ماموں حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم نے میری تحریک پر حضرت مسیح موعودؑ کے اخلاق واوصاف کے متعلق ایک مضمون لکھا تھا۔ اِس مضمون میں وہ فرماتے ہیں:

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام نہایت رؤف ورحیم تھے۔ سخی تھے۔ مہمان نواز تھے۔ اَشْجَعُ النَّاس تھے۔ ابتلاؤں کے وقت جبکہ لوگوں کے دل بیٹھے جاتے تھے آپ شیرِ نر کی طرح آگے بڑھتے تھے۔ عفو، چشم پوشی، فیاضی، خاکساری، وفاداری، سادگی، عشقِ الٰہی، محبتِ رسولؐ، ادبِ بزرگانِ دین، ایفاءِ عہد، حُسنِ معاشرت، وقار، غیرت، ہمّت، اولوالعزمی، خوش روئی اور کشادہ پیشانی آپ کے ممتاز اخلاق تھے...... مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اُس وقت دیکھا جب مَیں دو برس کا بچّہ تھا۔ پھر آپ میری اِن آنکھوں سے اُس وقت غائب ہوئے جب مَیں 27 سال کا جوان تھا۔ مگر مَیں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مَیں نے آپ سے بہتر، آپ سے زیادہ خوش اخلاق، آپ سے زیادہ نیک، آپ سے زیادہ بزرگانہ شفقت رکھنے والا، آپ سے زیادہ اللہ اور رسولؐ کی محبت میں غرق رہنے والا کوئی شخص نہیں دیکھا۔ آپ ایک نُور تھے جو انسانوں کے لئے دُنیا پر ظاہر ہوا۔ اور ایک رحمت کی بارش تھے جو ایمان کی لمبی خشک سالی کے بعد اِس زمین پر برسی اور اُسے شاداب کر گئی۔"

یہی میری بھی چشم دید شہادت ہے اور اسی پر مَیں اپنے اِس مضمون کو ختم کرتا ہوں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَیْہِ وَ عَلٰی مُطَاعِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَسَلِّمْ وَ اٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

☆......☆......☆

بقیہ از صفحہ نمبر 25

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے وقت عرب کی حالت

رواج عام تھا۔ اِردگرد کے کمزور قبائل کے آدمیوں کو پکڑ کر لے آتے تھے اور اُن کو غلام بنا لیتے تھے۔ غلام کو کوئی حقوق حاصل نہیں تھے۔ ہر مالک اپنے غلام سے جو چاہتا سلوک کرتا اُس کے خلاف کوئی گرفت نہ تھی۔ اگر وہ قتل بھی کر دیتا تو اس پر کوئی الزام نہ آتا تھا۔ اگر کسی دوسرے آدمی کے غلام کو مار دیتا تب بھی وہ موت کی سزا سے محفوظ سمجھا جاتا تھا اور مالک کو کچھ معاوضہ دے کر آزادی حاصل کر لیتا تھا۔ لونڈیوں کو اپنی شہوانی ضرورتوں کے پورا کرنے کا ذریعہ بنانا مالک کا ایک قانونی حق تسلیم کیا جاتا تھا۔ لونڈیوں کی اولادیں بھی آگے غلام ہوتی تھیں اور صاحبِ اولاد لونڈیاں بھی لونڈیاں ہی رہتی تھیں۔ غرض جہاں تک علم وترقی کا سوال ہے عرب لوگ بہت پیچھے تھے۔ جہاں تک بین الاقوامی رحم اور حسن سلوک کا سوال ہے عرب کے لوگ بہت پیچھے تھے، جہاں تک صنف نازک کے تعلق کا سوال ہے عرب لوگ دوسری اقوام سے بہت پیچھے تھے۔ مگر بعض شخصی اور بہادرانہ اخلاق اُن میں ضرور پائے جاتے تھے اور اس حد تک پائے جاتے تھے کہ شاید اُس زمانہ کی دوسری قوموں میں اس کی مثال نہیں پائی جاتی۔ (نبیوں کا سردار صفحہ 3 تا 8)

☆......☆......☆

اے فضلِ عمرؓ

مبارک احمد عابدؔ۔ربوہ

اے فضلِ عمر تیرے اوصافِ کریمانہ
یاد آکے بناتے ہیں ہر روح کو دیوانہ

ڈھونڈیں تو کہاں ڈھونڈیں، پائیں تو کہاں پائیں
سلطانِ بیاں تیرا، اندازِ خطیبانہ

قدرت نے جو بخشا تھا وہ نورِ سکونِ دل
آنکھوں سے ہے اب اوجھل وہ نرگسِ مستانہ

دشمن بھی پکار اُٹھے اسلام کی خاطر ہی
محمودؔ نے دکھائی جانبازئ پروانہ

اسلام کی مشعل کو دنیا میں کیا روشن
پھر تُو نے اُجاگر کی سر گرمئ فرزانہ

ہاں علم و عمل میں تھا اک پیکرِ عظمت تُو
اسلام کا شیدائی، اللہ کا دیوانہ

تیری ہی دُعاؤں نے بخشے ہیں ہمیں ناصرؔ
ربوہ کی فضا پر ہے پھر لطفِ کریمانہ

عابدؔ ہے دُعا میری اس تیری نشانی کو
حاصل رہے مولا کی ہر نصرتِ شاہانہ

جَرِیُ اللّٰہ

اللہ کے پہلوان حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام خدا تعالیٰ کے وہ پہلوان ہیں جن کوخود خدا تعالیٰ نے جری اللہ کہہ کرمخاطب فرمایا ہے۔خدا تعالیٰ نے یہ خطاب آپ کو کیوں عطا فرمایا؟اس لئے کہ بچپن سے ہی اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے آپ کے دل میں اللہ تعالیٰ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی محبت کوٹ کوٹ کر بھر دی تھی اور آپ اسلام کے دفاع کا کوئی موقع بھی ہاتھ سے جانے نہیں دیتے تھے۔ ہر مذہب کے بارہ میں آپ کا گہرا مطالعہ اور علم تھا اور ہر مذہب کے مقابل پر اسلام کی برتری ثابت کرنے کے لئے آپ ہمہ وقت مصروف رہتے تھے۔جب ہندوستان میں عیسائی مشنریز کا زور ہوا اور اسلام اور بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف سینکڑوں کتابیں لکھی گئیں۔اس زمانہ میں لاتعداد پمفلٹ اور اشتہارات تقسیم ہوئے جس نے مسلمانوں کوعیسائیت کی جھولی میں ڈالنا شروع کر دیا اور جو عیسائیت میں شامل نہیں ہوئے ان میں سے لاتعداد مسلمان ایسے تھے جن کے ذہنوں میں اسلام کی تعلیم کے خلاف شبہات پیدا ہونے لگے۔اور پھر عیسائیت کے اس حملے کے ساتھ ہی آریہ سماج اور برہمو سماج اٹھے۔یہ تحریکیں بھی پورے زور سے شروع ہوئیں اور مسلمانوں کا اس وقت یہ حال تھا کہ بجائے اس کے کہ دوسرے مذاہب کا مقابلہ کریں آپس میں دست و گریباں تھے ایک دوسرے پر تکفیر کے فتوے لگا رہے تھے۔ اس وقت اسلام کی اس نازک حالت پر اگر کوئی حقیقت میں فکر مند تھا اور اسلام کا دفاع کرنا چاہتا تھا تو وہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام تھے۔اس وقت اسلام پر جو حملے ہو رہے تھے آپ نے ان سب کے توڑ کے لئے ایک کتاب لکھی جس کا نام ''براہین احمدیہ'' رکھا جس میں آپ نے قرآن کریم کو کلام الٰہی اور ہر لحاظ سے مکمل کتاب کے طور پر پیش کیا اور اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور آپ کا افضل ہونا ثابت کیا اور ناقابل تردید دلائل سے ثابت کیا۔جس نے تمام مذاہب جو اسلام کے مقابلہ پر تھے اُن کو ہلا کر رکھ دیا اور وہ اسلام کے خلاف ہر قسم کے اوچھے اور گھٹیا حملے کرنے میں اور زیادہ تیز ہو گئے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 20 رفروری 2009ء)

23 مارچ -یوم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام

23 مارچ 1889ء کا دن اور جماعت احمدیہ کی بنیاد

فاران احمد باجوہ۔ جرمنی

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ خدا تعالیٰ کے الہامات کا سلسلہ بہت پرانا تھا۔1882ء میں آپ کو ماموریت کا الہام ہوا ہے لیکن اس کے باوجود بیعت کا حکم نہ تھا اور باوجود بعض مخلصین کے اصرار کے آپ بیعت نہ لیتے تھے۔ بالآخر وہ وقت آن پہنچا جب آپ کے ذریعہ جماعت احمدیہ کا قیام ہونا تھا۔ چنانچہ یکم دسمبر 1888ء کو آپ نے ایک اشتہار کے ذریعہ بیعت لینے کا اعلان فرمایا۔

12 جنوری 1889ء کو (اس روز حضرت مصلح موعودؓ اللہ آپ سے راضی ہو کی پیدائش بھی ہوئی) ایک اشتہار بعنوان ''تکمیل تبلیغ وگزارش ضروری'' شائع فرمایا۔ اس اشتہار میں آپ نے دس شرائط بیعت تحریر فرمائیں جو جماعت احمدیہ میں داخل ہونے کے لئے بنیادی حیثیت رکھتی ہیں۔

دس شرائط بیعت کے اشتہار 12 جنوری 1889ء کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام قادیان سے لدھیانہ تشریف لے گئے اور حضرت صوفی احمد جان صاحب کے مکان واقع محلہ جدید میں قیام پذیر ہوگئے۔ یہاں سے آپ نے 4 مارچ 1889ء کو ایک اشتہار جاری فرمایا جس میں آپ نے بیعت کی اغراض و مقاصد بیان فرمائیں۔ اسی اشتہار میں آپ نے بیعت کرنے کے لئے احباب کو ہدایت فرمائی کہ 20 مارچ کے بعد لدھیانہ پہنچ جائیں۔ بیعت اولیٰ سے قبل لدھیانہ سے آپ شیخ مہر علی صاحب رئیس ہوشیار پور کے لڑکے کی شادی میں شرکت کے لئے ہوشیار پور بھی تشریف لے گئے۔1886ء میں آپ نے تاریخی سفر ہوشیار پور میں شیخ مہر علی صاحب کے مکان میں چلہ فرمایا تھا۔

مخلصین کی لدھیانہ آمد

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے کئی عقیدت مند اس گھڑی کا انتظار کر رہے تھے کہ حضور کب ان کی بیعت لے کر انہیں اپنے حلقۂ ارادت میں شامل کریں گے۔ چنانچہ حضرت صاحب کے اشتہار پہنچنے کے بعد ہندوستان کے طول وعرض سے مخلصین لدھیانہ پہنچنا شروع ہوگئے۔

حضرت منشی عبداللہ سنوری صاحبؓ جو کہ حضرت بانی سلسلہ کے قدیم رفقاء میں سے ہیں، انہیں سفر ہوشیار پور میں بھی حضرت اقدسؑ کی معیت کا شرف حاصل ہوا اور بھی کئی نشانات کے گواہ ہیں۔ ان کی روایت کے مطابق بیعت اولیٰ کا آغاز 20 رجب 1306ھ بمطابق 23 مارچ 1889ء صوفی احمد جان صاحب کے مکان واقع محلہ جدید میں ہوا اور وہیں رجسٹر بیعت تیار ہوا۔

حضرت منشی عبداللہ سنوری صاحبؓ کی روایت

''جب حضرت صاحب نے پہلے دن لدھیانہ میں بیعت لی تو اس وقت آپ ایک کمرہ میں بیٹھ گئے تھے اور دروازہ پر شیخ حامد علی کو مقرر کر دیا تھا اور شیخ حامد علی کو کہہ دیا تھا کہ جسے میں کہتا جاؤں اسے کمرہ کے اندر بلاتے جاؤ۔ چنانچہ آپ نے پہلے حضرت خلیفہ اوّل کو بلوایا۔ ان کے بعد میر عباس علی کو پھر میاں محمد حسین مراد آبادی خوشنویس کو اور چوتھے نمبر پر مجھ کو اور پھر ایک یا دو اَور لوگوں کو نام لے کر اندر بلایا۔ پھر اس کے بعد شیخ حامد علی کو کہہ دیا کہ خود ایک ایک آدمی کو اندر داخل کرتے جاؤ۔

پہلے دن جب آپ نے بیعت لی تو وہ تاریخ 20 رجب 1306ھ مطابق 23 مارچ 1889ء تھی''۔

(سیرۃ المہدی جلد اول صفحہ 77 روایت نمبر 98)

بیعت کے الفاظ

حضرت منشی عبداللہ سنوری صاحبؓ اپنی بیان کردہ روایت میں بیعت کے الفاظ یوں بیان کرتے ہیں:-

''آج میں احمد کے ہاتھ پر اپنے تمام گناہوں اور خراب عادتوں سے توبہ کرتا ہوں۔ جن میں میں مبتلا تھا اور سچے دل اور پکے ارادہ سے عہد کرتا ہوں کہ جہاں تک میری طاقت اور سمجھ ہے اپنی عمر کے آخری دن تک تمام گناہوں سے بچتا رہوں گا اور دین کو دنیا کے آراموں سے اور نفس کی لذّات پر مقدّم رکھوں گا۔ اور 12 جنوری کی دس شرطوں پر حتی الوسع کاربند رہوں گا۔ اور اب بھی اپنے گذشتہ گناہوں کی خدا تعالیٰ سے معافی چاہتا ہوں اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَیْہِ۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ۔''

(سیرۃ المہدی جلد اوّل صفحہ 77 روایت 98)

حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ کی بیعت

حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ کپورتھلوی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ممتاز صحابہ میں شمار ہوتے ہیں۔ پہلے دن بیعت کرنے والوں میں شامل تھے۔ وہ بیعت کا حال ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

" کاغذ پر جب اشتہار حضور نے جاری کیا تو میرے پاس بھی چھ سات اشتہار حضور نے بھیجے۔ منشی اروڑا صاحب فوراً لدھیانہ کو روانہ ہوگئے۔ دوسرے دن محمد خاں صاحب اور میں گئے اور بیعت کرلی۔ منشی عبدالرحمٰن صاحب تیسرے دن پہنچے کیونکہ انہوں نے استخارہ کیا اور آواز آئی "عبدالرحمٰن آجا" ہم سے پہلے اس دن آٹھ نو کس بیعت کر چکے تھے۔ بیعت حضور اکیلے اکیلے کو بٹھا کر لیتے تھے۔ اشتہار پہنچنے سے دوسرے دن چل کر تیسری صبح ہم نے بیعت کی۔ پہلے منشی اروڑا صاحب نے کی۔ پھر میں نے۔ میں جب بیعت کرنے لگا تو حضور نے فرمایا کہ آپ کے رفیق کہاں ہیں؟ میں نے عرض کی کہ منشی اروڑا صاحب نے تو بیعت کرلی ہے اور محمد خاں صاحب نہا رہے ہیں کہ نہا کر بیعت کریں۔ چنانچہ محمد خاں صاحب نے بیعت کرلی۔ اس کے ایک دن بعد منشی عبدالرحمٰن صاحب نے بیعت کی...... میں پندرہ بیس روز لدھیانہ ٹھہرا رہا اور بہت سے لوگ بیعت کرتے رہے۔ حضور تنہائی میں بیعت لیتے تھے اور کواڑ بھی قدرے بند ہوتے تھے۔ بیعت کرتے وقت جسم پر ایک لرزہ اور رقت طاری ہوجاتی تھی اور دعا بعد بیعت بہت لمبی فرماتے تھے"۔

(ریویو آف ریلیجنز اردو جنوری 1942ء صفحہ 13)

رجسٹر بیعت

حضرت میر عنایت علی صاحب لدھیانوی جنہوں نے پہلے دن بیعت کرنے کا شرف حاصل کیا بیان کرتے ہیں کہ:

" جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت صاحبؑ کو بیعت لینے کا حکم آیا تو سب سے پہلی دفعہ لدھیانہ میں بیعت ہوئی۔ ایک رجسٹر بیعت کنندگان تیار کیا گیا جس کی پیشانی پر لکھا گیا۔

" بیعت توبہ برائے حصول تقویٰ وطہارت" اور نام مع ولدیت وسکونت لکھے جاتے تھے۔ اوّل نمبر حضرت مولوی نورالدین صاحب بیعت میں داخل ہوئے۔ دوئم میر عباس علی صاحب۔ ان کے بعد شائد خاکسار ہی سوئم نمبر پر جاتا لیکن میر عباس علی صاحب نے مجھ کو قاضی خواجہ علی صاحب کے بلانے کے لئے بھیج دیا کہ ان کو بلا لاؤ۔ غرض ہمارے دونوں کے آتے آتے سات آدمی بیعت میں داخل ہوگئے۔ ان کے بعد نمبر آٹھ پر قاضی صاحب بیعت میں داخل ہوئے اور نمبر نو پر خاکسار داخل ہوا۔ پھر حضرت صاحب نے فرمایا کہ شاہ صاحب اور کسی بیعت کرنے والے کو اندر بھیج دیں۔ چنانچہ میں نے چوہدری رستم علی صاحب کو اندر داخل کردیا۔ اور دسویں نمبر پر وہ بیعت ہوگئے۔ اس طرح ایک ایک آدمی باری باری بیعت کے لئے اندر جاتا تھا اور دروازہ بند کردیا جاتا تھا"۔

(حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کا اس روایت کے بعد ذاتی نوٹ یہ ہے کہ بیعت اولیٰ میں بیعت کرنے والوں کی ترتیب کے متعلق روایات میں کچھ اختلاف پایا جاتا ہے جو یا تو کسی راوی کے نسیان کی وجہ سے ہے اور یا یہ بات ہے کہ جس نے جو حصہ دیکھا اس کے متعلق بات کردی ہے۔)

(سیرۃ المہدی جلد دوم صفحہ 11-10 روایت نمبر 315)

حضرت رحیم بخش صاحب سنوری کی بیعت

"سنور کے لوگ پہلے ہی تیار بیٹھے تھے صرف میرا انتظار تھا۔ میرے آتے ہی ہم سب روانہ ہوگئے اور لدھیانہ پہنچے۔ رات ہم نے نواب صاحب کی سرائے میں بسر کی اور صبح کو حضرت اقدس کی تلاش میں روانہ ہوئے۔ ہم لوگوں سے پوچھتے تھے کہ یہاں کوئی پنجابی ولی آیا ہے۔ مگر کوئی ہمیں ٹھیک پتہ نہ دیتا تھا۔ آخر بڑی مشکل سے پتہ چلا کہ منشی احمد جان صاحب کے گھر ایک پنجابی آیا ہوا ہے۔ ہم پوچھتے پوچھتے وہاں پہنچے۔ اور اطلاع کرائی۔ اندر سے حکم ہوا "بیٹھ جاؤ"۔ اس پر ہم سب حویلی کے سامنے باہر کی طرف بیٹھ گئے۔ حویلی کے سامنے کچا مکان تھا۔ حضور اس میں تشریف لائے اور ایک گوشے میں بیٹھ گئے اور بیعت ہونے لگی۔ بیعت کا طریق یہ تھا کہ ایک آدمی اندر جاتا تھا اور بیعت کرتا تھا اور ایک آدمی دروازے پر کھڑا انتظار کرتا تھا۔ دروازے پر حامد علی صاحب کھڑے تھے جو کہ آواز دیتے تھے۔ آخر ہوتے ہوتے میرا نمبر بھی آگیا۔ میں بھی اندر گیا اور مَیں نے سلام کیا اور حضورؑ نے فرمایا "کیا نام" میں نے عرض کیا حضور رحیم بخش۔ فرمایا "سنوری" میں نے کہا جی حضور۔ حضور کے پاس ایک کاپی تھی جس پر حضور اپنی قلم سے بیعت کرنے والوں کے نام نمبروار درج فرماتے تھے۔ میں نے اپنا نمبر دیکھا تو میرا نمبر ستائیسواں تھا"

(اخبار الحکم 28 مارچ 1935ء)

بیعت کے بعد کھانا

حضرت میاں رحیم بخش صاحب سنوری مزید بیان کرتے ہیں کہ:

"بیعت کے بعد کھانا تیار ہوا۔ تو حضورؑ نے فرمایا اس مکان میں کھلاؤ کیونکہ وہ مکان لمبا تھا۔ غرض دستر خوان بچھ گیا اور سب دوستوں کو وہیں کھانا کھلایا گیا۔ کھانے کے وقت ایسا اتفاق ہوا کہ میں حضور کے ساتھ ایک پہلو پر جا بیٹھا۔ حضور اپنے برتن میں سے کھانا نکال کر میرے برتن میں ڈالتے جاتے تھے اور میں کھانا کھاتا جاتا تھا۔ گاہے حضور بھی کوئی لقمہ نوش فرماتے تھے۔ کھانے کے بعد نماز کی تیاری ہوئی۔ نماز میں بھی ایسا اتفاق پیش آیا کہ

میں حضور کے ایک پہلو میں حضور کے ساتھ کھڑا ہوا۔ اب مجھے یاد نہیں رہا کہ اس وقت امام کون تھا۔ حضور سے واپس جانے کی اجازت چاہی تو جواباً فرمایا:
''جس صاحب نے جانا ہے تشریف لے جائیں۔ اس پر مَیں اور ہاشم علی لدھیانہ میں اپنے سسرال روانہ ہو گئے اور اگلے دن واپس سنور آ گئے۔''

(اخبار الحکم 28مارچ 1935ء)

حضرت پیر سراج الحق صاحب اور حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کی بیعت اولیٰ کے وقت حاضری

بیعت اولیٰ کے دن حضرت پیر سراج الحق نعمانی صاحبؓ اور حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ سیالکوٹی' لدھیانہ میں موجود تھے لیکن دونوں نے اس دن بیعت نہیں کی بلکہ بعد میں بیعت کی۔ حضرت پیر سراج الحق نعمانی صاحب روایت بیان کرتے ہیں کہ:

''جب پہلے دن لدھیانہ میں بیعت ہوئی تو سب سے پہلے حضرت مولوی نورالدین صاحب نے بیعت کی۔ ان کے بعد میر عباس علی نے اور پھر قاضی خواجہ علی مرحوم نے۔ اسی دن میاں عبداللہ سنوری اور شیخ حامد علی صاحب مرحوم اور مولوی عبداللہ صاحب جو خوست کے رہنے والے تھے اور بعض اور آدمیوں نے بیعت کی۔ میں موجود تھا مگر میں نے اس دن بیعت نہیں کی۔ کیونکہ میرا منشاء قادیان کی بیعت مبارک میں بیعت کرنے کا تھا جسے آپ نے منظور فرمایا۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب بھی موجود تھے مگر انہوں نے بھی اس وقت بیعت نہیں کی بلکہ کئی ماہ بعد کی۔'' (سیرۃ المہدی جلد دوم صفحہ 5 روایت نمبر 309)

عورتوں کی بیعت

مردوں کی بیعت کے بعد حضرت صاحب گھر میں آئے تو بعض عورتوں نے بھی بیعت کی۔ سب سے پہلے حضرت مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح الاوّل کی اہلیہ محترمہ صغریٰ بیگم صاحبہ (بنت حضرت صوفی احمد جان صاحب) نے بیعت کی۔ حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ حرم حضرت مسیح موعودؑ ابتداء ہی سے آپ کے سب دعاوی پر ایمان رکھتی تھیں اور شروع ہی سے اپنے آپ کو بیعت میں سمجھتی تھیں اس لئے آپ نے الگ بیعت کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی۔

(بحوالہ سیرۃ المہدی حصہ اوّل صفحہ نمبر 19-18)

مندرجہ بالا بیان شدہ روایات بیعت اولیٰ کے پہلے دن کے حالات کے بارہ میں روشنی ڈالتی ہیں کہ جماعت احمدیہ کی بنیاد کا دن مختلف روایات کے مطابق کیسے گزرا۔ یقیناً جماعت کا پہلا دن جس روز 40 قدوسیوں سے اس عمارت کی بنیاد رکھی گئی آج کروڑوں فدائیان اس آستانہ سے فیض یاب ہو رہے ہیں۔

☆......☆......☆

یوم مسیح موعود علیہ السلام اور ہماری ذمہ داریاں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 23/مارچ 2012ء میں فرمایا:

''آج جماعت احمدیہ کے لئے انتہائی خوشی اور برکت کا دن ہے جس میں جمعہ کی برکات بھی شامل ہو گئی ہیں۔ کیونکہ آج کے دن آج سے قریباً 123 سال پہلے قرآنِ کریم کی، اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے ایک عظیم پیشگوئی پوری ہوئی۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی، آپ کی بتائی ہوئی تفصیلات کے ساتھ پوری ہوئی اور مسیح موعود اور مہدی معہود کا ظہور ہوا اور بیعت کے آغاز سے پہلوں سے ملنے والی آخرین کی جماعت کا قیام عمل میں آیا۔ اور پھر ہم بھی اُن خوش قسمتوں میں شامل ہوئے جو اس سے فیض پانے والے ہیں۔

پس ہر احمدی کو جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی بیعت کا دعویدار ہے اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کرنا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی بیعت میں آنا ہم پر بہت بڑی ذمہ داری ڈالتا ہے۔ اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا کام جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ شروع ہوا، وہ آپ کے ماننے والوں پر بھی اپنے اندر ایک انقلاب پیدا کرنے کا تقاضا کرتا ہے تاکہ ہم اُن برکات سے حصہ پاتے رہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ وابستہ ہیں۔

پس ہر سال جب 23/مارچ کا دن آتا ہے تو ہم احمدیوں کو صرف اس بات پر خوش نہیں ہو جانا چاہئے کہ آج ہم نے یومِ مسیح موعود منانا ہے، یا الحمدللہ ہم اس جماعت میں شامل ہو گئے ہیں۔ جماعت کے آغاز کی تاریخ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ سے ہم نے آگاہی حاصل کر لی ہے، اتنا کافی نہیں ہے، یا جلسے منعقد کر لئے ہیں، یہی سب کچھ نہیں ہے، بلکہ اس سے بڑھ کر ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ ہم نے اس بیعت کا کیا حق ادا کیا ہے؟

☆......☆......☆

انڈونیشیا، ملائشیا اور سنگاپور کے 71 واقفین نو اطفال اور خدام کی

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ کلاس

27 ستمبر 2013ء بروز جمعۃ المبارک بمقام سنگاپور

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو عزیزم چودھری مبارک احمد آف انڈونیشیا نے کی اور اس کا انگریزی زبان میں ترجمہ عزیزم مدثر احمد آف سنگاپور نے پیش کیا۔

بعد ازاں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منظوم کلام ''حمد و ثنا اُسی کو جو ذات جاودانی'' میں سے چند منتخب اشعار عزیزم فواد احمد ناصر آف ملائشیا نے پڑھ کر سنائے۔

اس کے بعد عزیزم عبدالسلام ناصر آف ملائشیا نے Mandarin زبان میں Malaysian Independence Day کے عنوان پر تقریر کی اور بعد ازاں اس کا انگریزی زبان میں ترجمہ بھی پیش کیا۔

❁...... بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے واقفینِ نَو خدام سے دریافت فرمایا کہ ''واقف نو کیا ہے؟ کیا یہ ٹائٹل ہے یا عہد ہے؟''۔ اس پر ایک خادم نے جواب دیا کہ یہ ''عہد'' ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا: یہ عہد تو پہلے تمہارے ماں باپ نے کیا تھا۔ اب تم یونیورسٹی میں ہو۔ کیا تم اس عہد کو، اس وعدہ کو آگے جاری رکھنا چاہتے ہو؟ جس پر اس نوجوان نے جواب دیا کہ آگے جاری رکھنا چاہتا ہوں۔

❁...... حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے انڈونیشیا کے سیکرٹری صاحب وقف نو کو ہدایت فرمائی کہ **جو بچے پندرہ سال سے اوپر کے ہیں، ان میں سے ہر ایک سے وقف کا فارم پُر کروائیں۔ اور جب یہ تعلیم مکمل کر لیں تو پھر ان سے پوچھیں کہ جماعت کی خدمت کرنا چاہتے ہو یا Job کرنا چاہتے ہو؟**

❁...... ایک نوجوان نے عرض کیا کہ مَیں پٹرولیم انجینئر ہوں اور جماعت میں خدمت کرنا چاہتا ہوں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا: پٹرولیم انجینئر ہو تو آپ کو کہاں بھیجوں۔ **حضور انور نے سیکرٹری صاحب وقف نو کو ہدایت فرمائی کہ واقفینِ نَو نے اپنی تعلیم کے دوران جب بھی کسی فیلڈ کا انتخاب کرنا ہے تو باقاعدہ ان کی کونسلنگ ہو، کمیٹی ان کی کونسلنگ کرے، ان کو بتائے کہ کس فیلڈ میں جانا بہتر ہے۔ اسی طرح سینٹر کو بھی معلوم ہونا چاہئے کہ کونسی فیلڈ اختیار کی گئی ہے۔ پھر جب پڑھائی مکمل ہو جائے تو وہ وقفِ نَو نظام کے تحت سینٹر کو بتائے کہ اس مضمون میں یا اس فیلڈ میں اپنی تعلیم مکمل کر لی ہے۔ اب کیا کروں؟ جماعت کی خدمت کروں یا مزید ریسرچ کروں یا کوئی اَور کام کروں۔ تو اس کا فیصلہ جماعت کرے گی کہ آپ نے آئندہ کیا کرنا ہے۔ آپ خود فیصلہ نہیں کریں گے۔ کیونکہ آپ نے اپنے آپ کو وقف کر دیا ہوا ہے۔**

❁...... انڈونیشیا کے ایک واقف نو خادم نے بتایا کہ اُس نے Law میں تعلیم مکمل کی ہے اور اس وقت قانونی معاملات میں جماعت کی خدمت کر رہے ہیں اور جماعت کی Law کمیٹی کے ممبر ہیں۔ **اس پر حضور انور نے فرمایا کہ مرکز کو اس کا علم ہونا چاہئے۔ مرکز کو انفارم کریں۔**

❁...... انڈونیشیا کے ایک واقف نَو نے عرض کیا کہ کیا مَیں ماسٹرز کی ڈگری میں تعلیم جاری رکھ سکتا ہوں۔ اس پر حضور انور نے موصوف کو اجازت عطا فرمائی اور فرمایا کہ **ماسٹرز مکمل کرو لیکن مرکز کو انفارم کرو اور مرکز کو Update کرو۔**

❁...... سیکرٹری وقف نو نے بتایا کہ انڈونیشیا کے ساٹھ (60) سے زائد واقفینِ نَو نے اپنی بیچلرز کی ڈگری مکمل کر لی ہے اور ان سب نے امیر صاحب

انڈونیشیا کو رپورٹ کردی ہے۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ **سینٹر کو رپورٹ کریں کہ انہوں نے اپنی ڈگری مکمل کرلی ہے اور ساٹھ سے زائد گریجوایٹ ہوگئے ہیں۔ نیز اب ان سے باقاعدہ پوچھیں کہ جماعت کی خدمت کرنا چاہتے ہیں یا اپنی جاب (job) کرنا چاہتے ہیں۔ جو جماعت کی خدمت کرنا چاہتے ہیں ان کی فہرست امیر صاحب مرکز کو بھجوائیں کہ یہ خدمت کے لئے تیار ہیں اور ہمارے پاس فلاں فلاں جگہیں خالی ہیں جہاں ہم ان سے خدمت لینا چاہتے ہیں۔ اگر خدمت کے لئے کوئی جگہیں نہیں ہیں تب بھی واضح کرکے لکھیں کہ ہمارے پاس ان کے لئے کوئی Vacancies نہیں ہیں۔ تاکہ مرکز فیصلہ کرے کہ ان سے کہاں خدمت لینی ہے یا ان کو کہا جائے کہ تم فی الحال اپنی اپنی job کرلو۔**

❁......ایک واقفِ نَو، نوجوان کے اس سوال پر کہ اسلام تمام مذاہب میں سے سب سے اچھا مذہب ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ ہمارا ایمان ہے کہ اسلام تمام مذاہب میں سے سب سے بہتر دین ہے۔ یہ آخری مکمل مذہب ہے، دین کامل ہے، قرآن کریم آخری کتاب ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ آپؐ کے بعد کوئی صاحبِ شریعت نبی نہیں آسکتا۔ لیکن غیر تشریعی نبی آسکتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارہ میں پیشگوئی بھی فرمائی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ایک زمانہ آنے والا ہے جب اسلام کا صرف نام باقی رہ جائے گا۔ اسلام کی حقیقی تعلیمات بُھلا دی جائیں گی۔ مسجدیں آباد ہوں گی لیکن ہدایت سے خالی ہوں گی اور اس زمانہ کے علماء کی طرف سے فتنے اٹھیں گے اور انہی کی طرف واپس لَوٹیں گے۔ اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ اپنے مامور کو بھجوائے گا۔ مسیحؑ اور مہدیؑ آئے گا۔ تم اُسے قبول کرنا اور میرا اسلام اُسے پہنچانا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ہمارا عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق وہ مسیح موعودؑ اور مہدی معہودؑ آچکا ہے جو حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ ہیں۔ 1889ء میں آپؑ نے جماعت کی بنیاد ڈالی۔ ہم آپ کو غیر تشریعی نبی مانتے ہیں جبکہ دوسرے مسلمان آپؑ کو تسلیم نہیں کرتے بلکہ انکار کرتے ہیں۔ ہم نے آپؑ کو بطور مسیحؑ اور مہدیؑ مان لیا ہے جبکہ دوسرے ابھی تک آسمان سے مسیحؑ کے نازل ہونے کا انتظار کررہے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ جس نے آنا تھا وہ آچکا۔ اب آسمان سے کوئی نہیں آئے گا۔ قرآن کریم کہتا ہے کہ ہر شخص وفات پاتا ہے: كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ کہ ہر جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی وفات پاچکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مان کر ہم سیدھے راستہ پر ہیں اور ہدایت یافتہ ہیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ الہام ہوا تھا کہ ''سب مسلمانوں کو جو رُوئے زمین پر ہیں جمع کرو عَلٰی دِینٍ وَاحِدٍ'' (اخبار البدر جلد 2 نمبر 37-24 نومبر 1905ء)۔ **اور دینِ واحد ''اسلام'' ہے۔ اب یہ آپ واقفینِ نَو کی ڈیوٹی ہے کہ اس پیغام کو پھیلائیں۔ احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی سچی تعلیم کو پھیلائیں۔** جماعت احمدیہ ساری دنیا میں اسلام کے حقیقی پیغام کو پھیلا رہی ہے۔ لاکھوں مسلمان ہر سال احمدیت میں داخل ہورہے ہیں۔ اسلام کا نام آئندہ سالوں میں سورج کی طرح روشن دکھائی دے گا۔

❁......**ایک واقف نو خادم نے عرض کیا کہ پڑھائی مکمل کرنے کے بعد اپنا بزنس جاری رکھنا چاہتا ہوں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ اس بارہ میں سینٹر کو لکھیں پھر خلیفۃ المسیح فیصلہ کریں گے کہ اجازت دی جائے یا نہ دی جائے۔**

❁......ایک خادم نے سوال کیا کہ ہماری اس دنیا کے علاوہ اَور سیاروں میں بھی زندگی ہے تو پھر رسول کریمؐ رحمۃٌ للعالمین سب جہانوں کے لئے کس طرح ہوئے؟ اس سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پہلے رسولوں کے لئے بھی ''عالَمین'' کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بعض انبیاء کا ذکر کرکے فرمایا: وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعَالَمِيْنَ کہ ہم نے ان سب کو عالمین پر فضیلت عطا کی تھی۔

حضور انور نے فرمایا: عالَمین سے مراد معلوم عالَمین بھی ہے۔ یعنی انسان کی پہنچ جس جس عالَم تک ہوسکتی ہے اُس عالَم کے لئے آپؐ رحمۃ للعالمین ہیں۔ باقی جو دوسرے عالم ہیں ان تک پیغام پہنچانے کے لئے خدا تعالیٰ نے کیا طریق رکھا ہے، وہی جانتا ہے۔

❁......ایک نوجوان خادم کے سوال پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ **اگر آپ کو جیب خرچ ملتا ہے تو اس پر وصیت کرلو۔ اگر کچھ نہیں ملتا اور کماتے بھی نہیں ہو تو پھر انتظار کرو۔**

❁......ایک سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تین شہداء کے واقعہ سے قبل کوئی نہ جانتا تھا لیکن اب دنیا جانتی ہے کہ انڈونیشیا میں پاکستان کی طرح انتہا پسند لوگ موجود ہیں۔ اب بہت NGOs نے انڈونیشیا کو اپنی اُن ممالک کی فہرست میں شامل کیا ہے جہاں انسانی حقوق تلف کئے جاتے ہیں۔ انڈونیشیا کی یہ بُری تصویر وہاں کے مُلّاں کی وجہ سے ہوئی ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اب صورتحال کچھ بہتر ہے تاہم مساجد پر حملے ہوتے ہیں۔ لوگ اب انڈونیشیا پر نظر رکھ رہے ہیں کہ وہاں ہیومن رائٹس (Human Rights) کے بارہ میں حقوق تلف ہوتے ہیں یا نہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ آپ اپنے ملک کے لئے دعا کریں۔ اگر آپ کو

اپنے ملک سے محبت ہے کہ وہ ایسا کردار نہ ادا کرے جس سے ساری دنیا میں ملک کی بدنامی ہو۔

❁......ایک واقف نو خادم نے سوال کیا کہ مَیں نے MTA پر ایک پروگرام میں دیکھا ہے کہ مبلغین کامیاب ہوئے ہیں۔حضور انور نے فرمایا آپ بھی دعا کریں، محنت کریں، کامیاب ہو جائیں گے۔ اگر مبلغ بننے کی خواہش ہے تو جامعہ میں جاؤ۔

❁......**ایک واقف نو خادم نے سوال کیا کہ کیا ہم سیاست میں حصہ لے سکتے ہیں؟ اس کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ ایک شہری ہونے کی حیثیت سے لے سکتے ہیں لیکن وقف نو ہونے کی حیثیت سے پہلے جماعت کی خدمت کرو۔ ایک احمدی، احمدی ہونے کی حیثیت سے ملکی سیاست میں اپنا رول ادا کرسکتا ہے۔ لیکن جو واقفین نو ہیں وہ وقف نو کی حیثیت سے جماعت کی خدمت میں آئیں۔**

❁......ایک واقف نو نے عرض کیا کہ آزادی اور امن میں سے کیا بہتر ہے؟ اس کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ جہاں آزادی ہے وہاں امن بھی ہوگا اور جہاں امن ہے وہاں آزادی بھی ہوگی۔

❁......ایک سوال یہ کیا گیا کہ انڈونیشیا میں بعض گروپس اور بعض علاقے آزادی کی طرف آرہے ہیں۔لڑائی اور امن برباد ہونے کا اندیشہ ہے۔

اس سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر یہ معاملہ ہے تو اس کا قانونی طریق ہے۔اپنی آواز بلند کرنے کے لئے پولیٹیکل (political) راستہ ہے۔ جب خود انڈونیشیا نے آزادی لی تھی تو لڑائی نہیں کی تھی بلکہ اپنی آواز بلند کی تھی۔غانا نے آزادی حاصل کی تو آواز بلند کی تھی۔کوئی لڑائی نہیں ہوئی تھی۔اسی طرح پاکستان اور انڈیا کی آزادی کے لئے بھی کوئی لڑائی نہیں لڑی گئی۔

❁......ایک سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جماعت کی حیثیت سے ہم قانون کے پابند ہیں اور اپنے وطن کے وفادار ہیں: ’’حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْاِیْمَان‘‘ وطن سے محبت ایمان کا حصہ ہے۔ہم کوئی آزادی نہیں مانگتے اور احمدی ہونے کی حیثیت سے ہم کوئی لڑائی نہیں کرسکتے، کیونکہ ہم قانون کو اپنے ہاتھ میں نہیں لیتے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اب پاکستان میں ہمیں کلمہ پڑھنے، نماز پڑھنے، سلام کہنے سے روکا جاتا ہے۔لیکن ہم کلمہ پڑھتے ہیں، نماز پڑھتے ہیں، سلام کہتے ہیں قرآن کریم پڑھتے ہیں۔ اسلامی تعلیم پر عمل کرتے ہیں، دین کے احکام پر عمل کرتے ہیں اور اس بارہ میں ملکی قانون کو follow نہیں کرتے۔لیکن باقی قانون کو ہم مانتے ہیں اور follow کرتے ہیں۔اور اسی وجہ سے ہم ان لوگوں کے خلاف کوئی ہتھیار نہیں اٹھاتے جو احمدیوں کو مارتے ہیں، شہید کرتے ہیں اور ظلم کرتے ہیں۔ انڈونیشیا میں بھی ہم ایسا قدم نہیں اٹھاتے اور مخالفین کے ظلم کا جواب نہیں دیتے، کوئی ردّعمل نہیں دکھاتے۔ کیونکہ ہم ملک کے قانون کا احترام کرتے ہیں اور قانون کو مانتے اور قانون سے مدد کی درخواست کرتے ہیں۔ (مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 25/اکتوبر2013ء)

....

واقفین نو بچوں اور اُن کے والدین سے گزارش ہے کہ رسالہ ’’اسماعیل‘‘ کو زیادہ سے زیادہ دلچسپ، معلوماتی، مفید اور ہردلعزیز بنانے کے لئے نہ صرف اپنے مشوروں سے نوازیں بلکہ اس کے لئے قلمی معاونت کرکے بھی شکریہ کا موقع دیں۔

اگر آپ کسی خاص موضوع پر لکھنا چاہتے ہیں یا کسی بھی موضوع پر لکھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور اس بارہ میں مشورہ لینا چاہتے ہیں تو آپ ہم سے رابطہ کرسکتے ہیں۔

اگر آپ ایک مضمون نگار ہیں یا شعر کہتے ہیں اور کسی خاص فیلڈ میں ریسرچ کررہے ہیں یا اپنے تجربات کو share کرنا چاہتے ہیں تو اس رسالہ کے صفحات آپ کے منتظر ہیں۔

اگر آپ کے زیر مطالعہ کسی کتاب میں کوئی ایسی بات بیان کی گئی ہے جو ’’اسماعیل‘‘ کے دیگر قارئین کے لئے بھی فائدہ مند ہوگی تو براہِ کرم ایسی نگارشات بھی ہمیں اشاعت کے لئے ضرور بھجوائیں۔

مزید نوٹ فرمالیں کہ ٹائپ شدہ اردو مضامین کی الیکٹرانک کاپی (Word یا Inpage فائل) ضرور بھجوائیں۔ نیز اس رسالہ کے بارہ میں کسی بھی قسم کی راہنمائی چاہتے ہوں تو بھی رابطہ کریں۔

Waqf-e-Nau Central Department

22 Deer Park Road

London SW19 3TL

UK

editorurdu@ismaelmagazine.com

Tel: +44 (0)20 8544 7633

Fax: +44 (0)20 8544 7643

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ ہالینڈ و جرمنی

اکتوبر 2015ء

عابد خان صاحب کی ذاتی ڈائری

مکرم عابد خان صاحب انچارج ’’پریس اینڈ میڈیا آفس‘‘ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دوروں کے دوران انگریزی زبان میں اپنی ذاتی ڈائری لکھتے ہیں۔ آپ کی ڈائری نہایت دلچسپ اور حضور انور کے دوروں کی تفصیلات پر مبنی ہے۔ آپ کی ڈائری میں سے منتخب حصہ کا اردو ترجمہ پیش ہے۔

تعارف

4/اکتوبر 2015ء کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے قافلہ کے ساتھ ہالینڈ اور جرمنی کے 15 روزہ دورہ کے لئے روانہ ہوئے۔

اس دورہ میں حضور انور ڈچ پارلیمنٹ میں ارکان پارلیمنٹ سے خطاب کرنے، مختلف مساجد کے سنگ بنیاد رکھنے، مختلف میڈیا انٹرویو دینے اور جامعہ احمدیہ جرمنی کی پہلی تقریب تقسیم اسناد میں رونق افروز ہونے جا رہے تھے۔

حضور انور اور خالا سبوحی (حضرت بیگم صاحبہ) کے علاوہ قافلہ میں 14/افراد اُس روز لندن سے روانہ ہوئے۔

حضور انور کا پیار اور فکرمندی کا اظہار

دورہ سے 2 ہفتہ قبل حضور انور نے مجھ سے میری اہلیہ 'مالا' کے بارہ میں دریافت فرمایا جو حمل کے آخری مراحل میں تھی کہ کیا اُس کے لئے ٹھیک ہے کہ آپ میرے ساتھ بیرون ملک جا رہے ہو۔ مَیں نے فوراً جواب دیا کہ یہ ہمارا پختہ ایمان ہے کہ حضور انور کے قریب رہنا تمام برکات حاصل کرنے کا ذریعہ ہے اور اِس وجہ سے ہمیں کسی قسم کی فکر نہیں تھی۔

حضور انور کی اپنے خادمین اور فیملی سے پیار اور فکرمندی کی یہ ایک اَور مثال تھی۔ جب مَیں گھر واپس آیا اور مالا کو یہ سب بتایا تو وہ بہت خوش ہوئی اور جذباتی ہوگئی کہ حضور انور نے اُس کے بارہ میں دریافت فرمایا تھا۔

مسجد فضل سے روانگی

بہت سے احمدی احباب حضور انور کو الوداع کہنے کے لئے مسجد فضل آئے ہوئے تھے۔ (4/اکتوبر 2015ء کو) حضور انور اور خالا سبوحی صبح 10 بجے اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور دعا کے بعد روانہ ہوئے۔ لوکل احمدی احباب ہاتھ ہلا ہلا کر حضور انور کو الوداع کر رہے تھے۔ مہاجرین کے غیر معمولی اضافہ کے باعث 3/اکتوبر 2015ء کو Channel Tunnel کی سروس کئی گھنٹوں کے لئے معطل ہوگئی تھی اور جب دوبارہ جاری ہوئی تو کم از کم 2 گھنٹوں کی تاخیر سے سروس چل رہی تھی۔ اِس کے باوجود اگلے روز اتوار کو کسی قسم کی تاخیر کے بغیر سروس مکمل طور پر بحال ہوگئی۔

Calais میں دوپہر کا کھانا

پروگرام کے مطابق 12 بجکر 20 منٹ پر قافلہ نے Folkestone سے Eurotunnel Shuttle لی اور مقامی وقت کے مطابق 1 بجکر 55 منٹ پر Calais پہنچے۔

امیر صاحب ہالینڈ اور لوکل جماعت کے چند ممبران ایک گاڑی میں قریب کے ایک پٹرول اسٹیشن پر انتظار کر رہے تھے۔ ڈچ جماعت وہاں سے حضور انور کو ایک قریبی ریسٹورنٹ ’’BuffaloGrill‘‘ لے گئی۔

حضور انور اور خالا سبوحی ریسٹورنٹ کی ایک جانب آمنے سامنے میز پر بیٹھے ہوئے تھے اور ممبران قافلہ کی اکثریت ساتھ ہی ایک لمبے میز پر بیٹھے ہوئے تھے۔

احمد بھائی نے مجھے کہا کہ مَیں حضور انور اور خالا سبوحی کی سرونگ (serving) میں مدد کروں۔ حضور انور اور اہلِ خانہ کی سرونگ کے لائق ٹھہرنا ہر لحاظ سے ایک بہت بڑا اعزاز ہے لیکن مَیں بہت گھبرایا ہوا تھا کہ کہیں مَیں کوئی غلطی نہ کروں۔ سرونگ کے لئے ایک ویٹر (waiter) بھی حضور انور کے ٹیبل پر مخصوص تھا اس لئے مجھے کچھ زیادہ نہیں کرنا پڑا۔

ریسٹورنٹ میں نماز ظہر اور عصر کی ادائیگی

دوپہر کے کھانے کے بعد ریسٹورنٹ کے مینیجر کی اجازت سے ریسٹورنٹ کی پہلی منزل پر ایک کمرے میں نمازیں ادا کی گئیں۔

میرا خیال ہے کہ وہ کمرہ عام طور پر صرف کسی پرائیویٹ فنکشن کے لئے استعمال ہوتا ہے۔
لوکل خدام نے میزوں کو ایک طرف کیا اور جائے نماز بچھائے۔ کچھ لمحوں کے بعد حضور انور پہلی منزل پر تشریف لائے اور نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔

ہالینڈ میں آمد

یوں ہمارا سفر جاری رہا۔شکر ہے کہ سفر کے اگلے چند گھنٹے زیادہ آرامدہ تھے۔ جلد ہی قافلہ ہالینڈ کی حدود میں داخل ہوا اور سفر نن سپیٹ تک کسی قسم کی رکاوٹ کے بغیر جاری رہا۔حضور انور نے نن سپیٹ میں اگلے 10 دن قیام فرمانا تھا۔

جب قافلہ 8 بجکر 35 منٹ پر نن سپیٹ پہنچا تو مجھے کچھ جانے پہچانے اور کچھ نئے چہرے دکھائی دیئے۔

لوکل میئر اور لوکل احمدی احباب وخواتین حضور انور کے استقبال کے لئے آئے ہوئے تھے۔ سب لوگ حضور انور کو دیکھ کر اور حضور کا تین سالوں سے زائد عرصہ کے بعد ہالینڈ میں دوبارہ استقبال کرنے کی وجہ سے بہت خوش تھے۔

نن سپیٹ میں انتہائی سردی تھی اور پورے دورہ کے دوران ایسا ہی موسم رہا۔

بعد میں حضور انور نے مجھ سے ذکر کیا کہ میئر صاحب کو ٹھنڈ میں میرا انتظار کرنا پڑا اور یہ بہتر ہوتا کہ لوکل جماعت کسی اَور دن میئر صاحب کی ملاقات کروانے کا انتظام کر دیتے۔ یہ حضور انور کی عاجزی کی ایک اَور مثال تھی۔ حضور انور کو اس بات کی فکر نہیں تھی کہ آپ کو کسی قسم کی پروٹوکول ملے بلکہ میئر صاحب کی فکر اور احساس تھا کہ اسے اُس شام سردی میں اتنی دیر انتظار کرنا پڑا۔

مسجد بیت النور کی مرمت کے بعد حضور انور کی پہلی نماز

نن سپیٹ آمد کے کچھ دیر بعد ہی مَیں نے وضو کیا اور مسجد کی طرف چلا گیا۔ حضور انور کے گزشتہ دورہ کے بعد مسجد بیت النور کی مرمت ہوئی تھی اور مسجد کے احاطہ میں دراصل ایک نئی ہی عمارت کھڑی تھی۔ اِس طرح اُس شام کو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے پہلی مرتبہ اُس نئی مسجد میں نماز پڑھائی۔

میرا خیال ہے کہ مسجد کی مرمت کی وجہ یہ بنی کہ پہلے ہال کو مسجد میں تبدیل کر دیا گیا تھا اور ہال کا سائز اور اُس کی بناوٹ موزوں نہیں تھی۔ اب وہ ہال ایک جنرل ہال اور نمائش کے لئے استعمال ہوتا ہے جس کے لئے یہ زیادہ مناسب ہے۔

جب ہم حضور انور کی مسجد میں تشریف آوری کا انتظار کر رہے تھے تو لوکل جماعت کے ایک عہدیدار نے افرادِ جماعت کو یاد کروایا کہ عین ممکن ہے کہ حضور انور نماز قصر کر کے پڑھائیں یعنی حضور انور نماز عشاء سفر کی وجہ سے قصر کر کے پڑھیں۔

حضور انور نمازیں ادا کرنے کے لئے تشریف لائے لیکن حضور انور نے نماز عشاء قصر نہیں کی۔ اور نن سپیٹ میں قیام کے دوان حضور انور نے کوئی نماز قصر کر کے نہیں پڑھائی۔ مجھے یہ اعتراف کرنا پڑ رہا ہے کہ یہ میرے لئے بہت حیرت کا باعث تھا کیونکہ دوسرے چھوٹے دوروں پر مَیں اِس بات کا گواہ ہوں کہ حضور انور نے قصر کر کے بھی نمازیں پڑھائی ہوئی ہیں۔

ہالینڈ کا مشہور لنگر

گزشتہ سالوں میں اور مختلف دورہ جات کے دوران پُرانے زیادہ تجربہ کار قافلہ کے ممبران نے مجھے بتایا کہ ہالینڈ کا لنگر بہت شاندار ہے اور جو کھانا وہاں دیا جاتا ہے وہ بہت اچھا پکا ہوا اور بہت لذیذ ہوتا ہے۔

اُس دن شام کو اور اگلے 10 دنوں میں بھی مَیں نے دیکھا کہ یہ بات یقیناً درست ہے۔

لنگر کا کھانا ہرگز شاہانہ نہیں ہوتا تھا اور اکثر سادہ سبزی پکی ہوتی تھی لیکن ہمیشہ بہت لذیذ ہوتی تھی۔ سب سے اچھی بات مجھے یہ لگی کہ ہمیں رات کے کھانے کے وقت ہمیشہ تازہ اور گرم گرم روٹیاں دی جاتی تھیں۔

بہت بڑی سعادت

رات کے کھانے کے بعد احمد بھائی نے مجھے بتایا کہ ہالینڈ میں قیام کے

دوران ہم ایک ہی کمرے میں رہیں گے اور حضور انور نے ہم دونوں کو نن سپیڈ میں حضور انور کی اپنی رہائشگاہ کے تہ خانہ میں قیام کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی ہے۔ یہ میرے لئے بہت بڑی سعادت اور بہت بڑا اعزاز تھا۔ اور مَیں خود کو بہت خوش نصیب سمجھ رہا تھا کہ مجھے حضور انور کے اتنے قریب رہنے کا موقع مل رہا ہے۔ ماشاءاللہ۔

احمد بھائی مجھے تہ خانہ کی طرف لے گئے جہاں ہمارے کمرے کے علاوہ ایک بہت بڑی نشست گاہ اور کھانا کھانے کی جگہ تھی۔ اس کے ساتھ ایک اور کمرہ بھی تھا۔

ایک غیر متوقع ملاقات

رات کے 11 بج رہے تھے۔ مَیں نے اپنا سامان کھولنے کا فیصلہ کیا اور اگلے دنوں کے لئے اپنے کپڑے لٹکا لئے جانے کا بھی فیصلہ کیا۔

گو کہ مَیں سونے کے لئے تیار نہ تھا لیکن میں نے فیصلہ کیا کہ اپنے سوٹ (suit) سے چھٹکارہ حاصل کیا جائے اور رات کے کپڑے پہن لئے جائیں جو ایک بڑی ٹی شرٹ اور ایک بڑے کھلے پاجامہ پر مشتمل تھا۔ احمد بھائی بھی بیگ (bag) سے اپنے کپڑے نکال رہے تھے لیکن انہوں نے ابھی تک اپنا سوٹ اور ٹائی پہنی ہوئی تھی۔

مَیں ایک لمحہ کے لئے اپنے بستر پر فون چیک کرنے کے لئے بیٹھا اور جب میں اپنا فون چیک کر رہا تھا تو مجھے ایک دروازہ کھلنے کی آواز آئی اور پھر قدموں کی آواز آئی جو سیڑیوں سے اُتر کر ساتھ والی نشست گاہ تک چلتی چلی گئی۔ ایک دم میرا دل زیادہ تیز دھڑکنے لگا کیونکہ مَیں جانتا تھا کہ یہ سیڑیاں حضور انور کی رہائشگاہ تک جاتی ہیں۔

ایک دو سیکنڈ کے بعد اس سے پہلے کہ مَیں کپڑے تبدیل کر لیتا دروازہ پر دستک کی آواز آئی۔ اور ہم کیا دیکھتے ہیں کہ حضور انور ہمارے سامنے رونق افروز ہوئے۔

حضور انور مجھے دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا: 'تم سونے کے لئے تیار بھی ہو گئے ہو'۔

مجھے اپنی حالت پر بہت شرم آئی لیکن مجھے خوشی بھی تھی کہ حضور انور تشریف لائے ہیں۔ حضور انور نشست گاہ تشریف لے گئے اور مجھے فرمایا کہ مَیں بھی احمد بھائی کے ساتھ جاؤں۔

بلا تاخیر اک بے ہوشی کے عالم میں مَیں نے اپنے کپڑے بدلے اور ایک جینز اور سویٹر پہنا۔ حضور انور نے مجھے دوبارہ بلایا تو مَیں ٹوپی اُٹھائے بغیر نشست گاہ تک بھاگا۔

جب حضور انور نے دیکھا کہ مَیں نے کپڑے تبدیل کئے ہیں تو حضور انور مسکرائے اور فرمایا کہ

'تمہیں کپڑے تبدیل کرنے کی ضرورت نہیں تھی، تمہیں پاجامہ میں ہی آجانا چاہئے تھا کیونکہ ابھی جب تم سونے جاؤ گے تو تمہیں دوبارہ کپڑے بدلنے پڑیں گے'۔

حضور انور اتنے پیار کرنے والے ہیں کہ حضور انور نے اس بات کو بُرا ہی نہ مانا کہ مَیں دوسرے کپڑوں میں تھا اور حضور انور نے مجھے اِس بات کا احساس بھی نہیں ہونے دیا۔ بہر حال مجھے کپڑے بدل کر زیادہ آرام محسوس ہو رہا تھا۔

چند نا قابل فراموش یادیں

مَیں حضور انور کے سامنے والے صوفہ پر بیٹھا تھا۔ جب میں نے نظر اُٹھائی تو دیکھا کہ حضور انور نے سفید شلوار قمیص پہنی ہوئی تھی اور ایک سفید گول ٹوپی، سب کپڑے سفید رنگ میں پہن کر حضور انور عام دنوں سے زیادہ پُر نور لگ رہے تھے۔

مَیں نے حضور انور کا شکریہ ادا کیا کہ حضور انور نے اپنی رہائشگاہ میں قیام کی اجازت مرحمت فرمائی تھی۔ حضور انور مسکرائے اور بتایا کہ چند سالوں سے نن سپیڈ میں کئی بہتریاں لائی گئی ہیں۔

مثلاً ایک ایک کمرے کی رہائشیں تعمیر کی گئی ہیں جو فیملیز کے رہنے کے لئے آئیڈیل ہیں اور حضور انور کے دورہ کے دوران یہ کمرے قافلہ کے ممبران کے لئے زیرِ استعمال تھے۔ حضور انور نے یہ بھی بتایا کہ جس کمرے میں

مَیں رہ رہا تھا وہ پہلے نشست گاہ کا حصہ تھا اور حضور انور کے ارشاد پر ایک دیوار بنائی گئی تھی کہ ایک اَور کمرہ بن جائے۔

اِس بات پر مَیں نے حضور انور کو عرض کی کہ کئی برکات میں سے ایک برکت جو اِس دورِ خلافت سے وابستہ ہے وہ عمارتوں کی تعمیر اور گیسٹ ہاؤسز کی تعمیر ہے جو جماعت کی ملکیت ہیں۔

مثلاً لندن میں گزشتہ چند سالوں سے حضور انور کے زیرِ نگرانی اور ذاتی توجہ سے گیسٹ ہاؤسز کو تبدیل کر دیا گیا ہے اور یہ کئی ممالک میں اسی طرح ہو رہا ہے خاص طور پر اُن ممالک میں جن کا دورہ حضور انور نے کیا ہے اور جہاں حضور انور نے خود ہدایات فرمائیں۔

کچھ دن قبل ہی مَیں نے حضور انور کو ایک آرٹیکل دکھایا جو مشہور برطانوی اخبار The Evening Standard میں شائع ہوا تھا۔ اُس میں ایک جرنلسٹ Ed West نے ایک کالم لکھا جس میں اُس نے جماعت احمدیہ کے کاموں کو سراہا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خلافت کو خود ساختہ خلافت جو IS نامی دہشت گرد تنظیم کی قیادت کر رہی ہے کے برعکس قرار دیا۔

نن سپیڈ میں ہی حضور انور نے اُس آرٹیکل کا ذکر فرماتے ہوئے بتایا کہ حضور نے خود پاکستان میں چند احباب کو اِس آرٹیکل کو پڑھنے کے لئے بھیجا ہے۔ حضور انور نے خاص طور پر اُس کی شہ سرخی کو سراہا جو یہ تھی کہ

"Our own London caliphate is doing nothing but good"

یعنی لندن میں ہمارا اپنا خلیفہ اچھائی کے علاوہ کچھ نہیں کرتا۔

ماضی کے واقعات

حضور انور نے حضرت مصلح موعودؓ کی زندگی کی کہانیاں اور واقعات سنائے۔ مثلاً حضور انور نے بتایا کہ ایک دفعہ نظارت مال کی طرف سے حضرت مصلح موعودؓ کو خط گیا کہ جماعتی کارکنان کے وظائف میں اضافہ ہونا چاہئے اور انہیں عید کے موقع پر ایک چھوٹی سی رقم تحفہ کے طور پر دینی چاہئے۔

حضور انور نے بتایا کہ حضرت مصلح موعودؓ نے کس طرح اس درخواست کو منظور فرمالیا لیکن بعد میں نظارت مال نے آپؓ کو اطلاع دی کہ دراصل جماعت کے خزانہ میں اتنی گنجائش نہیں کہ اتنا اضافہ کیا جائے۔ جب حضرت مصلح موعودؓ نے یہ بات سنی تو انہوں نے بذاتِ خود اضافہ کے لئے اور عیدی کے لئے رقم دی تا کہ جماعت پر کسی قسم کا بوجھ نہ پڑے۔

حضور انور کی گھریلو زندگی

حضور انور نے اپنے گھر کی ایک بات بتائی کہ لندن میں باقاعدگی سے روزانہ سہ پہر حضور انور کوشش کر کے اپنے پوتوں (grandchildren) سے چائے کے وقت چند منٹ کے لئے ملتے اور کھیلتے ہیں۔ حضور انور نے بتایا کہ آج حضور انور کا پوتا 'معاذ' جو 17 ماہ کا تھا کچھ خاموش سا تھا اور حضور انور اور خالا سبوحی سے اُداس تھا۔

یہ باتیں سُن کر مجھے حضور انور اور حضور انور کی فیملی کے لئے اَور زیادہ پیار محسوس ہوا اور مَیں اُن بے نظیر قربانیوں کے بارہ میں سوچنے لگا جو حضور انور جماعت کی خاطر دے رہے ہیں۔

ایک یادگار دن

11 بجکر 45 منٹ کے قریب حضور انور اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

مَیں اپنے کمرے میں واپس آیا اور آج کے دن کے بارہ میں سوچنے لگا اور خاص طور پر اُن قیمتی لمحات کے بارہ میں جو مَیں نے حضور انور کے ساتھ شام کو گزارے۔

چند منٹ بعد احمد بھائی ہمارے کمرے میں واپس آئے اور مَیں نے اُن سے ذکر کیا کہ حضور انور نے مجھے کس طرح سونے کے کپڑوں میں دیکھا۔ احمد بھائی کی ایک بات پر بہرحال اعتبار کیا جاسکتا ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ کُھل کر اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں۔ انہوں نے یہ نہیں کہا کہ 'فکر مت کرو' یا 'کوئی بات نہیں' بلکہ یوں اظہار کیا کہ:

'جی عابد، تُم واقعۃً اپنی بدترین حالت میں تھے جب حضور انور کمرے میں تشریف لائے'

ہم دونوں بہت ہنسے اور اپنا اپنا سامان کھولنے کے بعد ہم سونے گئے۔ یقیناً یہ دن نہایت بابرکت اور نہایت خوش کن دن ثابت ہوا۔ الحمدللہ۔

☆......☆......☆

اپنے اندر دین کی روح پیدا کریں

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

'' طلباء کو چاہئے اپنے اندر دین کی روح پیدا کریں۔ میں نے پہلے ایک بار توجہ دلائی تھی تو اس کا بہت اثر ہوا تھا۔ بعض طلباء جو داڑھیاں منڈاتے تھے انہوں نے رکھ لیں۔ بعض سگریٹ پیتے تھے انہوں نے چھوڑ دیئے۔ اب مجھے معلوم ہوا ہے پھر یہ وبائیں پیدا ہو رہی ہیں۔ پس میں پھر انہیں نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اپنی اصلاح آپ کریں۔'' (الفضل 17 جنوری 1930ء صفحہ 7)

تاریخِ احمدیت

پاکستان میں مرکز احمدیت "ربوہ" کا قیام

صہیب احمد۔ متعلم جامعہ احمدیہ یوکے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کو متعدد الہامات اور رویاء میں ہجرت کی خبر دی گئی تھی۔ **آپؑ کو 18 ستمبر 1894ء کو الہام ہوا کہ "داغ ہجرت"۔** بعض مشکل حالات میں آپ علیہ الصلوٰۃ و السلام نے قادیان سے ہجرت کرنے کا ارادہ بھی ظاہر فرمایا مگر آپؑ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ جب اِذن ہوگا تب ہجرت ہوگی۔

آپؑ نے ایک موقع پر فرمایا:

"انبیاء کے ساتھ ہجرت بھی ہے۔ لیکن بعض رویاء نبی کے زمانے میں پورے ہوتے ہیں اور بعض اولاد یا کسی متبع کے ذریعہ سے پورے ہوتے ہیں۔ مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قیصر و کسریٰ کی کنجیاں ملی تھیں تو وہ ممالک حضرت عمرؓ کے زمانہ میں فتح ہوئے۔"

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 362۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

چنانچہ قادیان سے ہجرت آپ کے فرزند حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ہوئی۔ قادیان سے ہجرت ایک بہت بڑا کام تھا اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے بیشمار عظیم الشان کارناموں میں سے ایک کارنامہ ہے۔ آپؓ نے تقسیم ہند کے بعد بکھری ہوئی جماعت کو جمع کیا اور اشاعتِ دین کے فریضہ کو اُسی شان و شوکت کے ساتھ جاری کر دیا جس طرح یہ سلسلہ قادیان میں جاری تھا۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

یہاں پاکستان پہنچ کر مَیں نے پورے طور پر محسوس کیا کہ میرے سامنے ایک درخت کو اکھیڑ کر دوسری جگہ لگانا نہیں بلکہ ایک باغ کو اکھیڑ کر دوسری جگہ لگانا ہے۔ (الفضل 31 جولائی 1949ء)

نئے مرکز کے لئے جگہ کی تلاش

ربوہ کی آبادکاری سے قبل لاہور میں کچھ عرصہ قیام رہا۔ قادیان سے ہجرت کے بعد سب سے بڑا مرحلہ پاکستان میں نئے مرکز سلسلہ کے لئے ایک مناسب اور موزوں جگہ کی تلاش تھی۔ حضورؓ نے اس کام کی سرانجام دہی کے لئے محترم چوہدری عزیز احمد صاحب باجوہ کو مقرر فرمایا۔ آپ ان ایام میں

سرگودھا میں سیشن جج کے عہدہ پر فائض تھے۔ حضورؓ نے ان کو لاہور بلوا کر مشورہ لیا اور چند ہدایات سے نوازا۔ محترم چوہدری عزیز احمد صاحب نے پاکستان کے مختلف علاقوں کا معائنہ کیا اور اپنی رپورٹ 25 ستمبر 1947ء کو حضورؓ کے سامنے پیش کی۔ **چنانچہ 18 اکتوبر 1947ء کو حضورؓ بذاتِ خود جگہ ملاحظہ کرنے کی غرض سے لاہور سے سرگودھا تشریف لائے۔** یہ وہ تاریخی دن تھا جب حضرت مصلح موعودؓ کے مبارک قدم پہلی بار سرزمین ربوہ پر پڑے تھے۔ حضورؓ صبح 10 بجے کے قریب ربوہ پہنچے۔ گاڑی سے اتر کر جگہ ملاحظہ فرمائی اور وہاں قریب ایک نلکہ سے پانی چکھ کر فرمایا کہ 'پانی تو بہت اچھا ہے'۔ حضورؓ نے اس جگہ کو پسند فرمایا۔ اور یہ جگہ حضورؓ کی رؤیا بیان فرمودہ 12 دسمبر 1941ء سے مناسبت رکھتی تھی جس میں آپؓ نے ایک سرسبز جگہ دیکھی تھی۔ لیکن اس مقام پر کوئی سبزہ نہ تھا۔ حضورؓ نے فرمایا کہ 'اگر کوشش کی جائے تو یہاں بھی سبزہ ہوسکتا ہے'۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ زمین اب سرسبز و شاداب ہوگئی ہے۔ (جس کا عکس ٹائٹل پیج پر دیکھا جاسکتا ہے کہ کس طرح خدا تعالیٰ نے اپنے خلیفہ کے الفاظ پورے کئے۔)

یہ جگہ جو پہلے "چک ڈھگیاں" کے نام سے موسوم تھی اس کا کُل رقبہ 1506 ایکڑ تھا۔ اس میں سے 472 ایکڑ رقبہ آبادی کے لائق نہ تھا جس میں بڑی سڑک، ریلوے لائن اور پہاڑیاں شامل تھیں۔ اور باقی کی جگہ زراعت کے قابل نہ تھی مگر اس پر مکانات تعمیر کئے جاسکتے تھے۔ ڈپٹی کمشنر صاحب ضلع جھنگ کو خریداری کی درخواست 17 اکتوبر 1947ء کو پہنچائی گئی جس سے اس زمین کی خریداری سے متعلق قانونی کارروائی کا آغاز ہوا۔ ایک طویل عرصے کے بعد 27 جون 1948ء کو 1034 ایکڑ زمین کی خریداری کے لئے رقم جمع کروائی گئی اور یوں قانونی کارروائی مکمل ہوئی۔

حضورؓ کی ہدایت تھی کہ خریداری کے بعد اس جگہ کو فوری قبضہ میں لیا جائے چنانچہ 5 اگست 1948ء کو جگہ کا قبضہ حاصل کیا گیا۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک۔

حضرت مصلح موعودؓ نے تحریک جدید کے ایک اجلاس میں نئے مرکز احمدیت کے افتتاح کے لئے 20 ستمبر 1948ء کا دن مقرر فرمایا اور نئے مرکز کا نام زیرِ غور آیا۔ **آپؓ نے مولانا جلال الدین شمس صاحب کا تجویز کردہ نام "ربوہ" منظور فرمایا۔ ربوہ کے معنی ٹیلہ، پہاڑی اور بلند زمین کے ہیں۔** قرآن کریم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اپنی والدہ کے ہمراہ ہجرت کر کے ربوہ نامی مقام پر اللہ کی طرف سے پناہ دیئے جانے کا ذکر بھی موجود ہے۔

افتتاح کی تاریخ طے ہو جانے کے بعد حضورؓ کی ہدایات کی روشنی میں صدر انجمن اور تحریک جدید نے فوری انتظامات کا سلسلہ شروع کر دیا۔ اسی ضمن میں 19 ستمبر 1948ء کو لاہور سے ربوہ کے لئے دو قافلے روانہ ہوئے۔ ایک قافلہ اسی دن ربوہ پہنچ گیا اور رات ربوہ میں ہی بسر کی۔ دوسرے قافلہ کو چنیوٹ کے قریب سڑک کے کنارے رات گزارنی پڑی اور پھر قافلہ اگلے روز صبح 8 بجے ربوہ پہنچا۔ افتتاح کے ضمن میں تیاریاں شروع کی گئیں۔ ایک وسیع و عریض شامیانہ اور چھ رہائشی خیمے نصب کئے گئے۔ پہلے قافلہ میں محترم عبدالسلام اختر صاحب اور مولانا چوہدری محمد صدیق صاحب شامل تھے۔ جماعت کے ان بزرگوں نے اس ویران جگہ میں پہلی رات بہت خوف سے اور بہت سی مشکلات جھیلتے ہوئے گزاری مگر مسیحِ وقت کے ان خدام کی حفاظت خدا خود کر رہا تھا۔ ربوہ کی سرزمین پر پہلا خیمہ انہیں بزرگوں کو لگانے کی سعادت نصیب ہوئی۔ الحمدللہ۔

20 ستمبر 1948ء وہ تاریخی دن تھا جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کئی پیشگوئیوں کا ظہور ہونا تھا۔ ایک ایسی بستی کا افتتاح ہونے جا رہا تھا جس میں اشاعتِ دین کے لئے کئی ایسی مثالیں قائم ہونی تھیں جس کا چرچا پوری دنیا میں ہونا تھا۔

افتتاح کے لئے سیدنا حضرت مصلح موعودؓ بنفسِ نفیس لاہور سے سرزمین ربوہ کے لئے روانہ ہوئے اور 1 بجکر 20 منٹ پر ربوہ پہنچے۔ حضورؓ کے ہمراہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ اور سلسلہ کے دوسرے بزرگان بھی شامل تھے۔

سب سے پہلے حضورؓ نے نمازِ ظہر پڑھائی۔ یہ پہلی نماز تھی جو سرزمین ربوہ پر پڑھی گئی اور اس نماز میں پاکستان کے مختلف شہروں سے لوگوں نے شرکت کی جس میں 250 کے قریب احباب موجود تھے۔ جس مقام پر حضورؓ نے یہ نماز پڑھائی تھی اُسی مقام پر 1953ء میں ایک مسجد تعمیر کروائی گئی جس کا نام **"یادگار"** رکھا گیا۔ یہ انتہائی خوبصورت مسجد احاطہ فضل عمر ہسپتال میں واقع ہے۔

نمازِ ظہر کی ادائیگی کے بعد حضرت مصلح موعودؓ نے ابراہیمی دعاؤں کے ساتھ ربوہ کا افتتاح فرمایا۔ اور پھر حضورؓ نے حاضرین سے خطاب فرمایا۔ اس خطاب کا کچھ حصہ پیشِ خدمت ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"خدائی خبروں اور اس کی بتائی ہوئی پیشگوئیوں کے مطابق ہمیں قادیان کو چھوڑنا پڑا۔ اب انہی خبروں اور پیشگوئیوں کے ماتحت ہم ایک نئی بستی اللہ تعالیٰ کے نام کو بلند کرنے کے لئے اس وادیٔ غیر ذی زرع میں بسا رہے ہیں۔ ہم چیونٹی کی طرح کمزور اور ناطاقت ہی سہی مگر چیونٹی بھی جب دانہ اٹھا کر دیوار پر چڑھتے ہوئے گرتی ہے تو وہ اس دانہ کو چھوڑتی نہیں بلکہ دوبارہ اسے

اٹھا کر منزل مقصود پر لے جاتی ہے اسی طرح گو ہمارا وہ مرکز جو حقیقی اور دائمی مرکز ہے دشمن نے ہم سے چھینا ہوا ہے لیکن ہمارے ارادہ اور عزم میں کوئی تزلزل واقعہ نہیں ہوا۔''

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''اس وادیٔ غیر ذی زرع کو اس ارادہ اور نیّت کے ساتھ چنا ہے کہ جب تک یہ عارضی مقام ہمارے پاس رہے گا ہم احمدیت کا جھنڈا اس مقام پر بلند رکھیں گے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت دنیا میں قائم کرنے کی کوشش کریں گے اور **جب خدا ہمارا قادیان ہمیں واپس دیدے گا یہ مرکز صرف اس علاقہ کے لوگوں کے لئے رہ جائے گا۔** یہ مقام اجڑے گا نہیں کیونکہ جہاں خدا کا نام ایک دفعہ لے لیا جائے وہ مقام برباد نہیں ہوا کرتا۔

(الفضل سالانہ نمبر 1964ء صفحہ 5 تا 9)

اس پُرجلال اور ایمان افروز خطاب کے بعد حضور نے ایک لمبی دعا کروائی۔ بعد ازاں حضورؓ نے ارشاد **فرمایا کہ ربوہ کے چاروں کونوں میں بکروں کی قربانی دی جائے۔ چنانچہ اُسی وقت ربوہ کے چاروں کونوں میں بکرے قربان کئے گئے اور ربوہ کے وسط میں حضورؓ نے اپنے دستِ مبارک سے ایک بکرا قربان کیا۔** اس تقریب کے موقع پر ایک شخص نے اسی وقت بیعت کر لی اور اس کو نئے مرکز کا پہلا پھل کہا گیا۔ حضورؓ نے اس مرکز کے نام ''ربوہ'' کا اعلان فرمایا اور پھر نمازِ عصر کی ادائیگی کے بعد واپس لاہور تشریف لے گئے۔

ربوہ کو آباد کرنا سیّدنا حضرت مصلح موعودؓ کا ایک عظیم کارنامہ ہے جس کے قیام کے بعد دنیا بھر میں احمدیت کا جھنڈا بلند کرنے کے لئے مسیح کے جانثار اس مرکز سے تیار ہو کر روانہ ہوئے اور اب بھی اس عظیم مقصد کے حصول میں جماعت کی یہ خدمات جاری ہیں۔ الحمدللہ

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ربوہ کے بارہ میں فرمایا:

''یہ کبھی وہم نہ کرنا کہ ربوہ اجڑ جائے گا۔ ربوہ کو خدا تعالیٰ نے برکت دی ہے۔ ربوہ کے چپہ چپہ پر اللہ اکبر کے نعرے لگے ہیں۔ ربوہ کے چپہ چپہ پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا گیا ہے۔ خدا تعالیٰ اس زمین کو کبھی ذائع نہیں کرے گا جس پر نعرہ تکبیر لگے ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا گیا ہے۔ یہ بستی قیامت تک خدا تعالیٰ کی محبوب بستی رہے گی اور قیامت تک اس پر برکتیں نازل ہوں گی۔ اس لئے یہ کبھی نہیں اجڑے گی، کبھی تباہ نہیں ہو گی۔ بلکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہمیشہ یہاں سے اونچا ہوتا رہے گا۔'' (روزنامہ الفضل ربوہ 14 مارچ 1957ء)

☆......☆......☆

واقفینِ نَو کو مرکز سے مشورہ کرنا چاہئے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ فرمودہ 22 راکتوبر 2010ء میں فرمایا:

''واقفینِ نو کی ایک بڑی تعداد ایسے لڑکوں اور لڑکیوں پر مشتمل ہے جو دینی علم حاصل کرنے کے لئے جامعہ میں داخل نہیں ہوتے اور مختلف میدانوں میں جاتے ہیں۔ یہ بہت بڑی تعداد ہے۔ جماعت کو ایسے واقفین کی بھی ضرورت ہوتی ہے جو مختلف فیلڈز میں جائیں اور جماعت کی خدمت کریں۔ اس لئے پڑھائی کی ہر سٹیج پر واقفینِ نَو کو مرکز سے مشورہ کرنا چاہئے کہ اب یہاں پہنچ گئے ہیں ہم آگے کیا کریں۔ اب ہمارا یہ یہ ارادہ ہے۔ کیا کرنا چاہئے؟......اگر وقف قائم رکھنا ہے تو مرکز کو اطلاع ہونی ضروری ہے اور پھر رہنمائی بھی لیں کہ ہمیں کیا کرنا چاہئے؟ ہم جامعہ میں تو نہیں جا رہے، یہ یہ ہمارے شوق ہیں۔ تعلیم میں ہمیں یہ دلچسپی ہے تو آپ ہماری رہنمائی کریں کہ ہم کونسی تعلیم حاصل کریں۔ بے شک جیسا کہ مَیں نے کہا اپنے شوق بتائیں، اپنی دلچسپی بتائیں لیکن اطلاع کرنا ضروری ہے۔ اور مختلف وقتوں میں پھر ان کی رہنمائی ہوتی رہے گی۔''

رسالہ اسماعیل دنیا بھر کے واقفینِ نَو کا رسالہ ہے۔ اس کے لئے ضرور لکھیں۔

رسالہ اسماعیل کی خریداری کے لئے یا رسالہ سے متعلق مزید معلومات حاصل کرنے کے لئے آپ درج ذیل پتہ پر رابطہ کر سکتے ہیں۔

Waqf-e-Nau Central Department
22 Deer Park Road
London SW19 3TL
UK
manager@ismaelmagazine.com
Tel: +44 (0)20 8544 7633
Fax: +44 (0)20 8544 7643

مختصر اور معلومات

کیا آپ جانتے ہیں؟

☆......حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے پہلی بیعت 23مارچ1889ءکولی۔

☆......سب سے پہلی بیعت حضرت حکیم مولوی نور الدین صاحب (رضی اللہ عنہ) نے کی۔

☆......بیعت لینے کی یہ تقریبِ سعید لدھیانہ میں ہوئی۔

☆......پہلے دن 40احمدیوں نے بیعت کی۔

☆......بیعت کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے صوفی احمد جان صاحب کے گھر کا انتخاب کیا۔

قرارداد پاکستان

23مارچ کی ایک اہمیت یہ ہے کہ اس دن لاہور میں قراردادِ پاکستان منظور ہوئی جو گویا قیام پاکستان کی پہلی سیڑھی تھی۔ یہ قرارداد جس جگہ منظور ہوئی وہاں یادگار کے طور پر مینارِ پاکستان تعمیر ہے۔

فرہنگ آصفیہ

اردو زبان کی مشہور لغت ہے۔ اسے منشی سید احمد دہلوی صاحب نے 1908ء میں مرتب کیا۔ یہ چار ضخیم جلدوں پر مشتمل تھی جسے اب یکجا کر کے دو جلدوں میں شائع کیا گیا ہے۔ عربی و فارسی، ترکی، ہندی کے ضرب الامثال، تلمیحات اور علمی وفنی اصطلاحات کے ساتھ ساتھ معروف شاعروں اور نثر نگاروں کے نمونوں کو بھی جگہ دی گئی ہے۔

نبی اور فلاسفر میں فرق

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''اگر دنیا نبیوں کی تعلیم پر چلنے لگے تو نہ پولیس کی ضرورت رہتی ہے، نہ پہرہ داروں کی، نہ فوج کی، نہ آلات حرب کی، کیونکہ مومن کے معنی ہی یہی ہیں کہ ایسا انسان جس میں کسی قسم کا شر اور کسی قسم کی بے حائی نہ ہو اور فرمانبرداری کی صفت اپنے اندر رکھتا ہو۔

نبی دنیا میں سب سے بڑا مصلح ہوتا ہے۔ بڑے بڑے فلاسفر گزرے ہیں مگر نبیوں کے مقابلہ میں کھڑے نہیں کئے جا سکتے کیونکہ جس طرح نبیوں نے اصلاح کی ہے اس طرح وہ نہیں کر سکے۔'' (انوار العلوم جلد 15 صفحہ 51)

لندن کا بگ بین Big Ben

لندن برطانیہ کا دار الحکومت ہے اور سب سے بڑا شہر ہے۔ برطانوی دار الحکومت میں پیلس آف ویسٹ منسٹر کے شمال مشرقی کونے میں بنائے گئے کلاک ٹاور کا گھڑیال بگ بین کے نام سے معروف ہے۔ اس گھڑیال کا وزن ساڑھے پندرہ ٹن ہے۔ لندن کے لوگ عام طور پر اسی سے اپنی گھڑیوں کے اوقات درست کرتے ہیں۔ اسے رات بھر روشن رکھا جاتا ہے۔ یہ دنیا کے جدید عجائبات میں شمار ہوتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیان فرمودہ

شرائط بیعت کے حوالہ سے افراد جماعت کو نہایت اہم نصائح

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ فرمودہ 02 ؍جنوری 2015ء میں احباب جماعت کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیان فرمودہ شرائط بیعت کے حوالہ سے جو نصائح فرمائی تھیں ان کا خلاصہ پیش ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان نصائح پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

"ایک احمدی ہونے کی حیثیت سے ہمارے ذمہ جو کام لگایا گیا ہے اس کا حق نیکیوں کے بجا لانے سے ہی ادا ہوگا لیکن ان نیکیوں کے معیار کیا ہونے چاہئیں۔ ہمارے لئے یہ معیار حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے شرائط بیعت میں کھول کر بیان فرما دیئے ہیں۔ کہنے کو تو یہ دس شرائط بیعت ہیں لیکن ان میں ایک احمدی ہونے کے ناطے جو ذمہ داریاں ہیں ان کی تعداد موٹے طور پر بھی لیں تو تیس سے زیادہ بنتی ہے۔ جو شخص احمدی کہلا کر اس بات پر خوش ہو جاتا ہے کہ میں نے وفات مسیح کے مسئلے کو مان لیا یا آنے والا مسیح جس کی پیشگوئی کی گئی تھی اس کو مان لیا اور اس پر ایمان لے آیا تو یہ کافی نہیں ہے۔ بیشک یہ پہلا قدم ہے لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہم سے توقع رکھتے ہیں کہ ہم نیکیوں کی گہرائی میں جا کر انہیں سمجھ کر ان پر عمل کریں اور برائیوں سے اپنے آپ کو اس طرح بچائیں جیسے ایک خونخوار درندے کو دیکھ کر انسان اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کرتا ہے۔ اور جب یہ ہوگا تو تب ہم نہ صرف اپنی حالتوں میں انقلاب لانے والے ہوں گے بلکہ دنیا کو بدلنے اور خدا تعالیٰ کے قریب لانے کا ذریعہ بن سکیں گے۔

☆......پہلی بات جو آپؑ (یعنی حضرت مسیح موعودؑ) نے ہمیں فرمائی ہے وہ شرک سے بچنے کا عہد ہے۔

ایک مومن جو خدا پر ایمان لانے والا ہو اور خدا پر ایمان کی وجہ سے ہی خدا تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں زمانے کے امام کی بیعت کر رہا ہو۔ ایسے شخص کا اور شرک کا تو دُور کا بھی واسطہ نہیں ہو سکتا۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ ایک مشرک اللہ تعالیٰ کی بات مانے۔ لیکن نہیں جس باریک شرک کی طرف ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام توجہ دلا رہے ہیں وہ کوئی ظاہری شرک نہیں ہے بلکہ مخفی شرک ہے جو ایک مومن کے ایمان کو کمزور کر دیتا ہے۔ اس کی وضاحت فرماتے ہوئے ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"توحید صرف اس بات کا نام نہیں کہ منہ سے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہیں اور دل میں ہزاروں بُت جمع ہوں۔ بلکہ جو شخص کسی اپنے کام اور مکر اور فریب اور تدبیر کو خدا کی سی عظمت دیتا ہے یا کسی انسان پر ایسا بھروسہ رکھتا ہے جو خدا تعالیٰ پر رکھنا چاہئے یا اپنے نفس کو وہ عظمت دیتا ہے جو خدا کو دینی چاہئے۔ ان سب صورتوں میں وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک بُت پرست ہے۔ بُت صرف وہی نہیں ہیں جو سونے یا چاندی یا پیتل یا پتھر وغیرہ سے بنائے جاتے اور ان پر بھروسہ کیا جاتا ہے بلکہ ہر ایک چیز یا قول یا فعل جس کو وہ عظمت دی جائے جو خدا تعالیٰ کا حق ہے وہ خدا تعالیٰ کی نگہ میں بُت ہے۔"

(سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب، روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 349)

☆......پھر آپ علیہ السلام نے ہم سے یہ عہد لیا کہ جھوٹ نہیں بولوں گا۔

کون عقلمند انسان ہے جو کہے کہ جھوٹ اچھی چیز ہے یا جھوٹ بولنا چاہتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ "انسان جب تک کوئی غرض نفسانی اس کی محرک نہ ہو جھوٹ بولنا نہیں چاہتا۔"

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 360)

پس نفسانی غرض ہو، کوئی مفاد ہو تبھی انسان جھوٹ کی طرف مائل ہوتا ہے۔ لیکن اعلیٰ اخلاق یہ ہیں کہ جان مال یا آبرو کو خطرہ ہو پھر بھی جھوٹ نہ بولے اور سچ کا دامن کبھی نہ چھوڑے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: "جھوٹ بھی ایک بُت ہے جس پر بھروسہ کرنے والا خدا کا بھروسہ چھوڑ دیتا ہے۔" (اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 361) پس اس باریکی سے اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔

☆......پھر فرمایا یہ عہد کرو کہ زنا سے بچو گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: "زنا کے قریب مت جاؤ یعنی ایسی تقریبوں سے دور رہو جن سے یہ خیال بھی دل میں پیدا ہو سکتا ہو اور ان راہوں کو اختیار نہ کرو جن سے اس گناہ کے وقوع کا اندیشہ ہو۔"

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 342)

اب آجکل ٹی وی ہے، انٹرنیٹ ہے اس پر ایسی بیہودہ فلمیں چلتی ہیں یا کھولنے سے نکل آتی ہیں جو نظر کا بھی زنا ہے، خیالات کا بھی زنا ہے، پھر برائیوں میں مبتلا کرنے کا ذریعہ بھی ہے۔ گھروں کے ٹوٹنے کی وجہ ہے۔

☆......**پھر ایک عہد ہم سے یہ لیا کہ بدنظری سے بچوں گا۔**

اس لئے خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں غضِ بصر کا حکم دیا ہے تا کہ بدنظری کا موقع ہی پیدا نہ ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آگ اس آنکھ پر حرام ہے جو اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء کو دیکھنے کی بجائے جھک جاتی ہے۔

(سنن الدارمی، کتاب الجهاد، باب فی الذی یسهر ...... الخ حدیث 2404 صفحہ 773 مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت 2000ء)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ: ’’اسلام نے شرائط پابندی ہر دو عورتوں اور مَردوں کے واسطے لازم کئے ہیں۔ پردہ کرنے کا حکم جیسا کہ عورتوں کو ہے مَردوں کو بھی ویسا ہی تاکیدی حکم ہے غضِ بصر کا۔‘‘

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 346۔ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

☆......**پھر آپ نے ہم سے یہ عہد لیا کہ ہر ایک فسق وفجور سے بچوں گا۔**

اللہ تعالیٰ کے احکامات سے باہر نکلنا فسق ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا کہ ’’گالی گلوچ کرنا فسق ہے۔‘‘

(سنن ابن ماجہ باب اجتناب البدع والجدل حدیث 46)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ’’جب یہ‘‘ (یعنی مسلمان) ’’فسق و فجور میں حد سے نکلنے لگے اور خدا کے احکام کی ہتک اور شعائر اللہ سے نفرت ان میں آ گئی اور دنیا اور اس کی زیب و زینت میں ہی گم ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو بھی اسی طرح ہلاکو، چنگیز خان وغیرہ سے برباد کرایا۔‘‘ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ 133۔ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

☆......**پھر ایک عہد بیعت کرنے والے سے یہ لیا گیا ہے کہ ظلم نہیں کرے گا۔**

ظلم ایک انتہائی بڑا گناہ ہے۔ کسی کا حق غلط طریق سے دبانا بہت بڑا ظلم ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جب پوچھا گیا کہ کونسا ظلم سب سے بڑا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سب سے بڑا ظلم یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے بھائی کے حق میں سے ایک ہاتھ زمین دبالے۔ فرمایا اس زمین کا ایک کنکر بھی جو اس نے از راہ ظلم لیا ہوگا تو اس کے نیچے کی زمین کے جملہ طبقات کا طوق بن کر قیامت کے روز اس کے گلے میں ڈال دیا جائے گا۔

(مسند احمد بن حنبل جلد دوم صفحہ 61 مسند عبد اللہ بن مسعود حدیث 3772 مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 1998ء)

یعنی اس زمین کے نیچے گہرائی تک جتنی زمین ہے، (اللہ جانتا ہے کتنی زمین ہے) اس کا ایک طوق بنے گا اور اس کے گلے میں ڈال دیا جائے گا۔ پس بڑے خوف کا مقام ہے۔ وہ لوگ جو مقدمات میں اَناؤں کی وجہ سے یا ذاتی مفادات کو حاصل کرنے کی وجہ سے لوگوں کے حق مارتے ہیں ان کو سوچنا چاہئے۔

☆......**پھر ایک عہد ہم سے یہ لیا گیا ہے کہ خیانت نہیں کریں گے۔**

اور خیانت نہ کرنے کا معیار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا پیش فرمایا؟ فرمایا اس شخص سے بھی خیانت سے پیش نہ آؤ جو تم سے خیانت سے پیش آ چکا ہے۔ (سنن ابی داؤد کتاب البیوع باب فی الرجل یاخذ حقہ من تحت یدہ حدیث 3535)

پس یہ معیار ہیں جو ہمیں حاصل کرنے ہیں۔ کوئی عذر نہیں کہ فلاں کی امانت میں نے اس لئے قبضے میں کر لی یا اس کی چیز دبالی کہ اس نے فلاں وقت میرے ساتھ خیانت کا معاملہ کیا تھا۔ اپنے حقوق کے لئے قضا یا اگر دوسرا فریق غیر از جماعت ہے تو عدالت میں جاؤ۔ اگر جماعت کہتی ہے تو عدالت میں جائیں لیکن خیانت کا تصور ہی مومن کے ایمان کی بنیاد ہلا دیتا ہے۔

☆......**پھر یہ عہد ہے کہ ہر قسم کے فساد سے بچوں گا۔**

اپنوں کے ساتھ جھگڑوں اور فساد کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ غیروں سے جو ہمیں تکلیفیں پہنچا رہے ہیں ان سے بھی سلوک میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں جو تعلیم دی ہے وہ کیا ہے؟

فرمایا: ’’وہ لوگ جو محض اس وجہ سے تمہیں چھوڑتے اور تم سے الگ ہوتے ہیں کہ تم نے خدا تعالیٰ کے قائم کردہ سلسلہ میں شمولیت اختیار کر لی ہے ان سے دنگا یا فساد مت کرو بلکہ ان کے لئے غائبانہ دعا کرو......‘‘۔ فرمایا: ’’دیکھو میں اس امر کے لئے مأمور ہوں کہ تمہیں بار بار ہدایت کروں کہ ہر قسم کے فساد اور ہنگامہ کی جگہوں سے بچتے رہو اور گالیاں سن کر بھی صبر کرو۔ بدی کا جواب نیکی سے دو اور کوئی فساد کرنے پر آمادہ ہو تو بہتر ہے کہ تم ایسی جگہ سے کھسک جاؤ اور نرمی سے جواب دو......‘‘ فرمایا: ’’جب میں یہ سنتا ہوں کہ فلاں شخص اس جماعت کا ہو کر کسی سے لڑا ہے۔ اس طریق کو میں ہرگز پسند نہیں کرتا۔ اور خدا تعالیٰ بھی نہیں چاہتا کہ وہ جماعت جو دنیا میں ایک نمونہ ٹھہرے گی وہ ایسی راہ اختیار کرے جو تقویٰ کی راہ نہیں ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ 204-203۔ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

☆......**پھر ایک عہد ہم سے یہ لیا کہ بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہوں گا۔**

یہ باغیانہ رویہ چاہے نظام جماعت کے کسی ادنیٰ کارکن کے خلاف ہے یا حکومت وقت کے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایسے رویّوں سے بھی بچنے کی ہدایت فرمائی ہے جن سے بغاوت کی بُو آتی ہے۔ دین میں دخل اندازی کے علاوہ حکومت وقت کے باقی احکامات کے خلاف ایسے رویّے دکھانا جو خود کو قانون شکن بنا رہے ہوں یا دوسروں کو قانون کے خلاف بھڑکا سکتے ہوں یہ اسلامی طریق نہیں ہے۔‘‘

(باقی اگلے شمارہ میں، انشاء اللہ)

☆......☆......☆

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیان فرمودہ

حکایاتِ شیریں

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیان فرمودہ پُرحکمت اور سبق آموز واقعات شُستہ اور سادہ زبان میں انتہائی دلنشین انداز میں ''حکایاتِ شیریں'' کے نام سے شائع ہیں۔ یہ واقعات آپؑ وقتاً فوقتاً اپنی روح پرور مجالس میں بیان فرمایا کرتے تھے۔ اِن کا مطالعہ بچوں بڑوں سب کے لئے یکساں طور پر مفید ہے اور یہ دلچسپ واقعات اصلاحِ نفس کے لئے بہت مؤثر ثابت ہوئے ہیں۔ ایک مختصر سا انتخاب پیش ہے۔

نیکی کا بدلہ

ہمیں اس خدا تعالیٰ کی ہی پرستش کرنی چاہئے جو کہ ذرّہ سے کام کا بھی اجر دیتا ہے...... ایک قصہ بیان کیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ تین آدمی پہاڑ میں پھنس گئے تھے۔ وہ اس طرح کہ انہوں نے پہاڑ کی غار میں ٹھکانہ لیا تھا۔ جبکہ ایک پتھر سامنے سے آ گرا اور راستہ بند کر لیا۔ تب ان تینوں نے کہا کہ اب تو نیک کام ہی بچائیں گے چنانچہ ایک نے کہا کہ ایک دفعہ مَیں نے مزدور لگائے تھے۔ مزدوری کے وقت ان میں سے ایک کہیں چلا گیا۔ مَیں نے بہت ڈھونڈا آخر نہ ملا تو مَیں نے اس کی مزدوری سے ایک بکری خریدی اور اس طرح چند سال تک ایک بڑا گلّہ ہو گیا۔ پھر وہ آیا اس نے کہا کہ میں نے ایک دفعہ آپ کی مزدوری کی تھی۔ اگر آپ دیں تو عین مہربانی ہو گی۔ مَیں نے اس کا تمام مال اس کے سپرد کر دیا۔ اے اللہ! اگر تجھے میرا یہ نیک عمل پسند ہے تو میری مشکل آسان کر۔ اتنے میں تھوڑا پتھر اونچا ہو گیا۔

پھر دوسرے نے اپنا قصہ بیان کیا اور پھر بولا کہ اے اللہ! اگر میری یہ نیکی تجھے پسند ہے تو میری مشکل آسان کر۔ پتھر ذرا اور اونچا ہو گیا۔

پھر تیسرے نے کہا کہ میری ماں بوڑھی تھی ایک رات کو اُس نے پانی طلب کیا۔ میں جب پانی لایا تو وہ سو چکی تھی۔ میں نے اس کو نہ اٹھایا کہ کہیں اس کو تکلیف نہ ہو۔ اور وہ پانی لئے تمام رات کھڑا رہا۔ صبح اٹھی تو اسے دے دیا۔ اے اللہ اگر تجھے میری یہ نیکی پسند ہے تو مشکل کو دور کر۔ پھر اس قدر پتھر اونچا ہو گیا کہ وہ سب نکل گئے۔ اس طرح پر اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کو نیکی کا بدلہ دے دیا۔ (ملفوظات جلد 6 صفحہ 26-27۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

....

اندھے اور گنجے کی کہانی

ایک گنجا اور ایک اندھا تھا۔ خدا کا فرشتہ متشکّل ہو کر گنجے کے پاس آیا اور اس سے پوچھا کہ تو کیا چاہتا ہے؟ تو گنجے نے کہا کہ میرے سَر کے بال ہو جاویں اور مال و دولت ہو جاوے۔ چنانچہ فرشتہ نے گنجے کے سر پر ہاتھ پھیرا تو خدا کی قدرت سے اس کے سر پر بال بھی نکل آئے اور مال و دولت اور نوکر چاکر بھی مل گئے۔ پھر اندھے کے پاس آیا اور اس سے پوچھا کہ تو کیا چاہتا ہے؟ اندھے نے کہا کہ میری آنکھیں روشن ہو جاویں تو مَیں ٹکریں کھاتا نہ پھروں اور روپیہ پیسہ بھی مل جاوے تو کسی کا محتاج نہ رہوں۔ فرشتہ نے اس کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا تو وہ روشن ہو گئیں اور مال و دولت بھی مل گیا۔ پھر وہی فرشتہ گنجے اور اندھے کی آزمائش کے لئے خدا تعالیٰ کے حُکم سے ایک فقیر کے بھیس میں آیا اور گنجے کے پاس جا کر سوال کیا۔ گنجے نے ترش رَوی سے جواب دیا اور جھڑک دیا اور کہا کہ چل تیرے جیسے بہت فقیر پھرتے ہیں۔ فرشتہ نے اس کے سر پر ہاتھ پھیر دیا اور پھر وہ گنجے کا گنجا ہی ہو گیا اور سب مال و دولت جاتا رہا اور پھر ویسا ہی تنگ حال ہو گیا۔ پھر وہی فرشتہ فقیر کی شکل میں اندھے کے پاس آیا جو اَب بڑا دولتمند اور بینا ہو گیا تھا۔ اور سوال کیا۔ اس نے کہا کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ نے ہی دیا ہے اور اس کا مال ہے تم لے لو۔ اس پر پھر اللہ تعالیٰ نے اندھے کو اَور بھی مال و دولت دیا۔

نتیجہ: پس اے عزیز بچو! تم بھی یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کا شکر کرو اور اس کی قدر کرو اور سوالی کو جھڑکی نہ دو۔ خیرات کرنا اچھی بات ہے اور سوالی کو دینا چاہئے اس سے خدا خوش ہوتا ہے اور نعمت زیادہ کرتا ہے۔

(سیرت مسیح موعودؑ جلد اوّل صفحہ 155۔ بحوالہ 'حکایاتِ شیریں' مرتبہ مرزا خلیل احمد قمر، صفحہ 22-23)

☆......☆......☆

ہالینڈ کی نیشنل پارلیمنٹ ہاؤس کی تقریب کے بعد

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بابرکت وجود کے بارہ میں

غیر از جماعت مہمانوں کے تأثرات

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 6/اکتوبر 2015ء کو ہالینڈ کی نیشنل پالیمنٹ ہاؤس میں جو خطاب فرمایا تھا اور ممبران پارلیمنٹ کے سوالات کے جوابات دیئے تھے اس کا ممبران پارلیمنٹ اور مہمانوں پر گہرا اثر ہوا اور بعض مہمانوں نے برملا اپنے تأثرات کا اظہار کیا۔ چند تأثرات ہدیۂ قارئین ہیں:

❁...... پروگرام میں ایک مہمان Lolitta اور ان کی بیٹی Mareike Bucken بھی شامل تھیں۔Lolitta اپنے تأثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہتی ہیں کہ میری بیٹی Mareike اور میرے لئے خلیفہ کے سامنے کھڑا ہونا اور انہیں سلام کرنا دل ہلا دینے والا تجربہ تھا۔ ہم نے پہلے بھی آپ کو دیکھا ہوا ہے لیکن اتنے قریب سے آج پہلی مرتبہ دیکھ رہے ہیں۔ **آپ کا دیدار ہم دونوں کے لئے تسکین کا باعث ہے۔** ایسے موقعوں میں شامل ہونا ہمیشہ دلچسپ ہوتا ہے اور ایسے فنکشن میں شامل ہونے سے مجھے بہت زیادہ خوشی ہوتی ہے۔ میری بیٹی کہتی ہے کہ **خلیفہ جب ہال میں تشریف لائے تو ماحول ہی بدل گیا۔ آپ کے وجود میں ایک خاص قسم کی کشش ہے۔** یہ بات میں نے خود بھی محسوس کی اور یہ احساس میں کبھی نہیں بھولوں گی۔

❁...... جرمنی سے Frau Alla Katanski جو کہ USAS SPD چیئر مین ہیں، بھی اس پروگرام میں شریک تھیں۔ انہوں نے اپنے تأثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ حضور کے وجود میں جاذبیت ہے۔ **آپ کو دیکھ کر محسوس ہوتا ہے جیسا کہ کوئی بہت عاجز انسان ہو۔ آپ کا انداز بیان، بہت ہی نرم ہے۔ خلیفہ کے سامنے کھڑے ہونا ایک عجیب تجربہ تھا۔** یہ میرے لئے بہت اعزاز کی بات ہے کہ خلیفہ نے میرے لئے وقت نکالا اور میرے بارے میں پوچھا۔ سیاست دانوں کے سوالات کے جوابات خلیفہ نے بڑے تحمل سے دیئے۔ یہ جوابات بہت ہی مدلّل اور معیّن تھے۔

❁...... سویڈن سے ممبر پارلیمنٹ Mr. Bengt Eliasson بھی اس تقریب میں شرکت کے لئے آئے تھے۔ موصوف نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ مجھے حضور انور کے خطاب نے بہت متاثر کیا ہے۔ حضور انور نے ایک مذہبی لیڈر ہونے کی حیثیت سے دنیا کے صاحب اختیار لوگوں کو جھنجوڑا ہے۔ **حضور انور کے خطاب میں صرف سچائی ہی سچائی تھی۔ کوئی بھی مصلحت نہیں تھی۔ امن، انصاف، برداشت، انسانیت سے محبت اور بھائی چارہ سے متعلق حضور انور نے بڑے آسان فہم الفاظ میں توجہ دلائی ہے اور دنیا کو ایک پیغام دیا ہے۔**

❁......اس تقریب میں Montenegro سے بھی تین احباب پر مشتمل وفد شامل ہوا تھا۔ ان میں ایک ممبر آف نیشنل پارلیمنٹ Mr. Dritan Abazovic تھے۔ موصوف نے کہا کہ: ہالینڈ کے ممبران پارلیمنٹ کے سوالات نہایت جارحانہ تھے لیکن حضور انور کے جوابات نہایت مدلّل اور حقائق پر مبنی تھے۔ اور یہ **حضور کی جرأت اور خود اعتمادی کی واضح دلیل ہے۔** موصوف نے کہا کہ آج کی پُر خطر دنیا میں ایسی تقریبات کی اشد ضرورت ہے۔

❁...... ہالینڈ میں ہونے والے پروگرام میں سوئٹزرلینڈ سے Bishop Dr Amen Howard بھی شامل ہوئے تھے۔ یہ Sanctuary Praise International Church Geneva کے Bishop ہیں۔ انہوں نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ حضرت عزت مآب نے سوالات کے بڑے پختہ انداز میں جوابات دیئے۔ اس سے **آپ کی سخت سوالات کے جواب دینے کی قابلیت بھی ابھر کر سامنے آئی** کہ آپ سیاستدانوں کے انگیخت کرنے والے سوالات کے بڑے متحمل انداز میں معیّن جواب دے رہے تھے۔ **حضرت عزت مآب کا اپنے جوابات میں حسِ مزاح اور پرسکون انداز قابلِ ستائش ہے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ آپ حقیقتاً امن کے پیامبر ہیں اور مَیں چاہتا ہوں کہ تمام مسلمان عالمی سطح پر امن قائم کرنے کی جستجو میں آپ کے شریک ہو جائیں۔**

❁......اس تقریب میں ہالینڈ میں متعین سپین کے ایمبیسڈر Mr Fernando Arias Gonzalez بھی شامل ہوئے۔ موصوف نے اپنے تأثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: **مَیں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی حکمت و دانائی سے بہت متاثر ہوا ہوں بالخصوص جس طرح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فریڈم آف سپیچ، برداشت اور دوسرے مذاہب کے لئے عزت واحترام جیسے حساس سوالات کے جوابات دیئے وہ بہت پُر حکمت تھے۔**

☆......☆......☆

راستہ تلاش کریں

وقت

15 سال تک کے بچوں کے لئے=5 منٹ

15 سال سے اوپر کے نوجوانوں کے لئے=3 منٹ

آغاز

اختتام

ذھنی آزمائش

اسماء تلاش کریں!

اِس گراف میں اسماء پوشیدہ ہیں۔ پوشیدہ اسماء نیچے فہرست میں دیئے گئے ہیں۔ اگر آپ 15 منٹ کے اندر تمام اسماء ڈھونڈ لیتے ہیں تو آپ یقیناً "ذہین" کہلانے کے مستحق ہیں۔ درج ذیل سمتوں میں یہ اسماء ہو سکتے ہیں۔
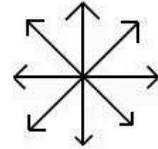
محمد۔احمد۔ناصر۔حسین۔لبیب۔
سدید۔خاقان۔مدثر۔عشاارب
حیدر۔عثمان۔مبشر۔مشرف۔
کامران۔اسامہ۔حماد۔فیضان
حاشر۔صفوان۔

ا	پ	ز	ه	چ	ے	م	ط	ر	ب	ع	ن	و	م	ا
س	ل	ک	پ	ل	ق	گ	د	ء	ل	ش	س	ک	ن	ح
ژ	غ	ظ	ث	ا	ٹ	ن	ع	ث	م	ا	ن	آ	ط	ت
چ	ٹ	غ	ی	س	ص	ا	ل	خ	ر	ٹ	ق	ڈ	ڑ	ص
ک	ا	م	ر	ا	ن	ض	ڈ	ا	ر	ت	ف	ر	ت	ب
د	ل	ڈ	ح	م	ا	ی	غ	ق	ص	د	ن	ش	ر	ض
پ	ے	ع	س	ه	ص	ف	و	ا	ن	ر	ی	ا	ز	پ
چ	س	د	ی	د	ر	ف	ر	ن	ر	ت	ا	ح	م	د
ث	ڈ	س	ن	گ	ج	ش	ع	ش	ا	ر	ب	م	ک	غ
ن	پ	غ	ء	ض	ڈ	ے	ب	ل	م	ٹ	ص	ا	ل	غ
ذ	ژ	ر	ف	م	ح	م	ھ	ت	ی	م	غ	د	م	ح
ز	ه	ت	ل	غ	ح	ت	ش	ژ	ت	ص	گ	ی	ج	ز
ل	گ	ا	ی	ج	ی	م	ا	ق	گ	د	ء	ب	ل	ر
ل	ا	س	ب	ص	ا	م	د	ز	ث	ن	ک	ر	ض	ج
ق	پ	و	ی	ر	ی	ت	پ	ے	ف	ھ	ل	ب	ی	ب